Digitized By Khilafat Library Rabwah

مجلس خدام الاحمدیہ دارالنصر غربی کے گیارہ خدام نے مورخہ 31 مارچ 1976ء کو ربوہ تا لاہور اور 2 اپریل کو لاہور تا ربوہ سائیکل سفر کیا ۔ اس میں شامل ہونے والے خدام محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے ہمراہ ۔

تربیتی کلاس 1976ء میں مجلس خدام الاحمدیہ ضلع جھنگ کے شامل ہونے والے خدام محترم صدر صاحب ۔ مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے ہمراہ

نوٹ :۔ یاد رہے امسال ضلع جھنگ کی مجالس خدام الاحمدیہ کی 100% نمائندگی ہوئی ہے ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

فاستبقوا الخیرات

- "تیری عاجزانہ راہیں اس کو پسند آئیں" ——— (الہام حضرت مسیح موعودؑ)
- "قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی" ——— (المصلح الموعودؓ)

النصر

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ **خالد** ربوہ

جلد ۲۲ ○ نمبر ۹

جولائی ۱۹۷۶ء ○ وفا ۱۳۵۵ ہش

ایڈیٹر
حافظ مظفر احمد

نائبین
- بشارت احمد محمود
- ملک خالد محمود
- محمد الیاس منیر

- اداریہ : یکو شیدا بے جیالاں! ——— صفحہ ۴
- آپ کا خط ملا : ——— " ۶
- اسلامی عبادات : الاحکام تستنبط لال القرآن " ۷
- کلام الامام : حضرت مسیح موعودؑ کا منظوم کلام ——— " ۱۲
  حضرت مصلح موعودؓ کا عشق رسولؐ ——— " ۱۳
- افریقہ کا دو جاگ رہا ہے : مغربی افریقہ تدریج کے آئینہ میں ——— " ۱۷
- بخشہ مشق ستم...... : وفاداری بشرط استواری اصل ایمان ہے ——— " ۲۵
- سفرنامہ : سفر ہے شرط مسافر نواز بہتیرے ——— " ۳۳
- کنارے سے آنکھ مچولی : رہا ہوں منکشف کوہ و دشت و ویرانہ (قسط ۲) ——— " ۳۹
- سائنس کی دنیا : زندگی کیا ہے؟ ——— " ۴۳
- حاصل مطالعہ : دورِ جدید کا ایک عظیم کتب خانہ ——— " ۴۵
- فاستبقوا الخیرات : دوسرا مثالی وقار عمل ——— " ۴۸

* پبلشر : ——— محمد شفیق قیصر * پرنٹر : ——— سید عبدالحی
* مطبع : ——— ضیاء الاسلام پریس ربوہ
* مقام اشاعت : ——— دفتر ماہنامہ خالد دار الصدر جنوبی ربوہ

اداریہ

Digitized By Khilafat Library Rabwah

بکوشید اے جواناں!

مسجدِ نبوی کی ؐ مدینہ منورہ کی ایک مجلسِ عرفان کا ذکر ہے۔ شاہِ دو جہاں بنفسِ نفیس اس مبارک مجلس میں رونق افروز تھے۔ صحابۂ رسولؐ ایسے وقار، سکینت، و طمانیت اور خاموشی سے تشریف فرما تھے گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں ـــــ مخبرِ صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ " وَ آخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ "ـــــ صحابہؓ نے عرض کی۔ یا رسول اللہؐ! یہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا۔ یہ ایک فارسی الاصل مرد یا کچھ مردانِ فارس ہیں۔ اگر ایمان ثریا پر بھی چلا گیا تو یہ لوگ اسے واپس لائیں گے ـــــ آپؐ نے یہ پیشگوئی بھی فرمائی تھی کہ اسلام کے اس بطلِ جلیل کے ذریعہ سے کسرِ صلیب ہوگی۔ مذاہبِ باطلہ کا خاتمہ ہوگا اور اسلام کا بول بالا ہوگا۔

یہ مردِ فارسی حضرت مسیح موعود، مہدی معہود، مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام ہیں۔ آپ نے ہی دنیا میں دوبارہ ایمان قائم فرمایا اور تمام مذاہبِ باطلہ کو شکستِ فاش دے کر اسلام کو فتح و غلبہ کی شاہراہ پر گامزن کیا۔ اور یہ مژدۂ جانفزا سنایا ـــــ " میری فتح ہوئی۔ میرا غلبہ ہوا " ـــــ " اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت اور آپ کی کاوشوں سے غلبۂ اسلام کے آثار نمایاں ہوتے چلے گئے ـــــ اسلام کے اس فتح نصیب جرنیل کے بعد خلافتِ حقہ اور " رجالِ فارس " کے ذریعہ سے مطابق وعدۂ الٰہی غلبۂ اسلام کا سلسلہ جاری و ساری رہا اور پھر ہماری خوش قسمت آنکھوں کو خلافتِ ثالثہ کا مبارک اور انقلاب آفریں دور دیکھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اور ہم نے سالارِ غلبۂ اسلام کا یہ پُر شوکت اعلان سنا: ـــــ

" غلبۂ اسلام کی پو پھٹ چکی ہے اور اسلام کی فتح کا سورج طلوع ہو چکا ہے ـــــ "

اور یہ کہ: ـــــ " آئندہ بیس پچیس سال کے اندر دنیا میں ایک عظیم الشان انقلاب رونما ہونے والا ہے "

یہ اعلان کوئی معمولی اعلان نہیں بلکہ نوشتۂ الٰہی ہے ؎

" قضائے آسمان است ایں بہر حالت شود پیدا "

دنیا کے راہنما اور استاد بننے والو! غلبۂ اسلام کی یہ عظیم الشان مہم ہم پر کئی ذمہ داریاں عائد کرتی ہے۔ ہمیں محاسبہ کرنا چاہیئے کہ غلبۂ اسلام کے ان تقاضوں کو ہم پورا کر رہے ہیں یا نہیں ـــــ ہمارے پیارے امام نے غلبۂ اسلام کی ایک اہم کڑی " صد سالہ جوبلی " کے سلسلہ میں جو روحانی پروگرام ہمارے لئے تجویز فرمایا ہے۔ کیا ہم اس پر عمل پیرا ہو رہے ہیں یا نہیں ـــــ ؟ یہ روحانی پروگرام بنیادی طور پر ہمیں عبادت، دعا اور اصلاحِ نفس کی طرف توجہ دلاتا ہے اور یہ

Digitized By Khilafat Library Rabwah

ہر دو امور خصوصاً نوجوانانِ احمدیت کے لئے نہایت اہم ہیں —— کیونکہ نوجوان نسل قوم کے لئے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔ نوجوان قوم کی امید ہوتے ہیں —— ان پر قوم کی ترقی کا دارومدار ہوتا ہے —— یہ ایک نہایت ہی سچا اور آزمودہ مقولہ ہے کہ —— "قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی ——"

اس سلسلہ میں قرونِ اولیٰ کے مسلم نوجوانوں کا نمونہ قابلِ تقلید ہے۔ رشک آتا ہے کہ ان مجاہدین نے کس طرح اصلاحِ نفس کی تھی —— وہ اسوۂ رسولؐ پر پوری طرح کاربند تھے —— نوجوان صحابی حضرت عبداللہؓ کا شوقِ عبادت دیکھ کر خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے —— "عبداللہ جوانِ صالح ہے ——" حضرت ابو طلحہؓ کو عالمِ جوانی میں عبادت و دعا سے اس قدر شغف تھا کہ بڑے بڑے صحابہؓ آپ سے دعائیں کرواتے۔ آپ کا لقب کثرتِ دعا اور عبادت سے "سجّاد" پڑ گیا ——

پس اے اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے جیالو ——! صحابۂ رسولؐ کی یادوں اور ان کے نمونہ کو پھر سے تازہ کرو کہ آج دنیا کی تقدیریں آپ سے بدلنی ہیں۔ اپنی شبانہ روز کی عاجزانہ اور متضرعانہ دعاؤں سے تقدیر کے تاروں میں جنبش پیدا کر دو اور شاہراہِ غلبۂ اسلام پر جہدِ مسلسل اور سعیٔ پیہم کے ساتھ رواں دواں رہو۔ مامورِ زمانہ کا یہ ارشاد مشعلِ راہ بناؤ ؎

"بکوشید اے جواناں تا بدیں قوت شود پیدا
بہار و رونق اندر روضۂ ملت شود پیدا"

حافظ مظفر

o

الوداع

سابق مدیر خالد مکرم نسیم مہدی صاحب کو کچھ اہم فرائض تفویض ہوئے ہیں اور وہ ادارتِ خالد کی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہو کر "میدانِ عمل" میں پہنچ رہے ہیں۔ آپ کو جس شوق، محنت، لگن اور کوشش سے رسالہ کا معیار بلند کرنے کی سعادت نصیب ہوئی وہ قابلِ تحسین و آفرین ہے ع "ایں سعادت بزورِ بازو نیست"

آپ کے ساتھ آپ کے معاونین جناب طارق محمود طارق اور جناب مغفور احمد منیب بھی رخصت ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو بیش از بیش اور مقبول خدماتِ دینیہ بجا لانے کی توفیق بخشے۔ آمین!

(ادارہ)

o

Digitized By Khilafat Library Rabwah

آپ کا خط ملا
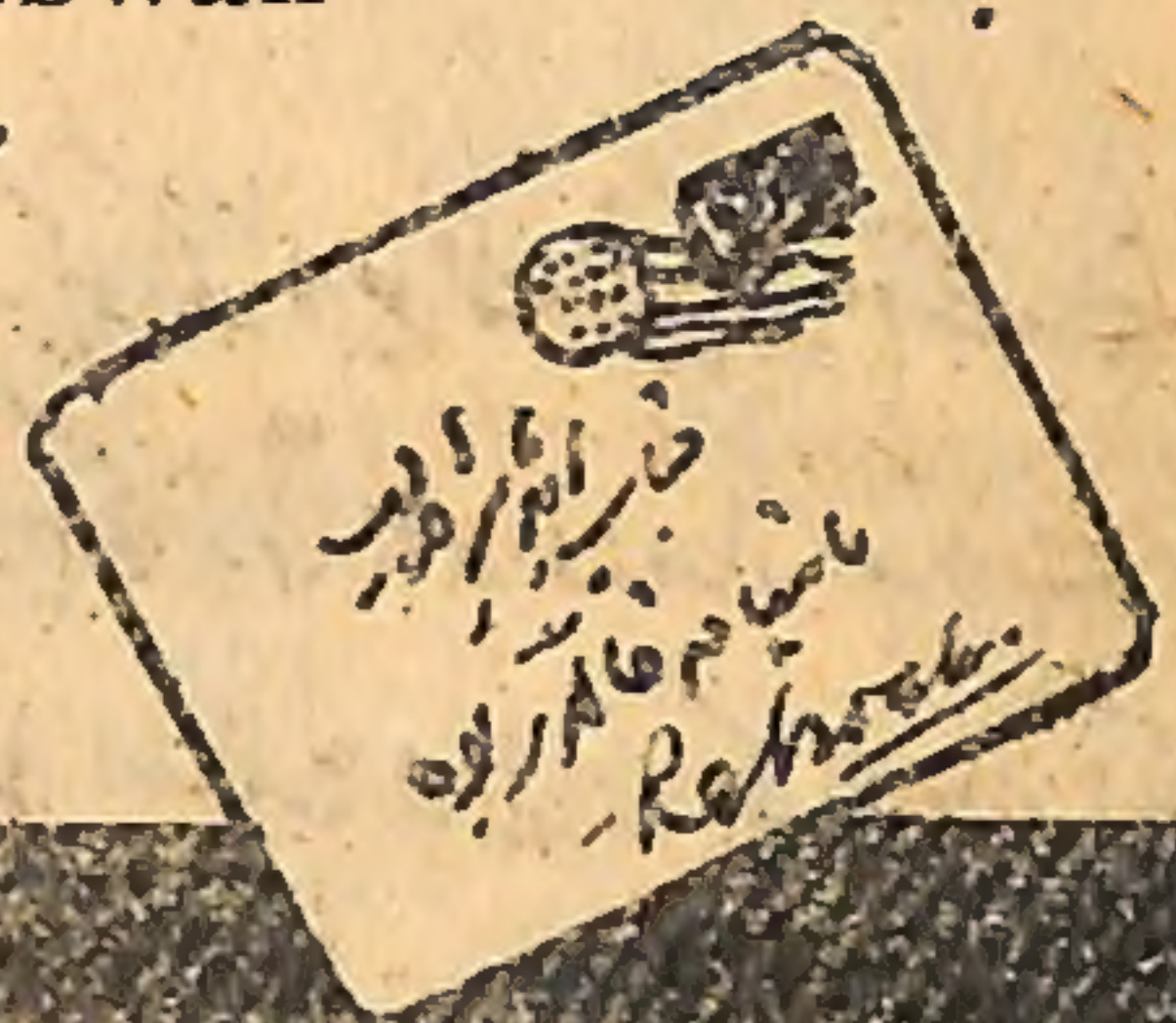
● برادرم محترم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،
میں اپنے جماعتی رسائل میں سے سب سے زیادہ شدت کے ساتھ "الفرقان" کا انتظار کیا کرتا رہا ہوں مگر پچھلے چند ماہ سے میں نہیں کہہ سکتا کہ انتظار کی شدت الفرقان کے لئے بدستور زیادہ ہے یا اس میں برابر کے شریک ہونے کا دعویٰ "خالد" نے بھی کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ "خالد" کے لئے یہ امتیاز مبارک فرمائے اور ہمیشہ ہی ہمارے پیارے ترجمان کو ہمارے دلوں کی دھڑکنوں کی ترجمانی کی توفیق دیتا رہے۔ اب اس کے مضامین اور اقتباسات زیادہ متنوع اور نوجوانوں کی Taste کے مطابق ہوتے ہیں۔

لالی خان ملک
D-16 ـ ٹی اینڈ ٹی ـ کالونی ـ ہری پور ہزارہ

● مکرمی و محترمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔
خالد سامنے ہے جس میں جناب ڈاکٹر پرویز پروازی کا سفرنامہ اور حصہ نظم کتنی ہی مصروفیت ہو ضرور پڑھتا ہوں۔ بلاشبہ خالد کا معیار اب معیاری ہے۔ خوب سے خوب تر کی تلاش جاری ہے ؏
"زندگی جہد است و استحقاق نیست"
بزم منتخب نہ ہو سکی تھی مولانا صاحب کے مشورہ سے لاہور کا اجراء کیا تو اپنے گھر کی بیٹھک میں ایڈیٹر، منیجر، کلرک، چپراسی وغیرہ کی سب کرسیاں انہیں نے سنبھالی ہوئی تھیں پیشانی پہ بیٹھے بیٹھے صبح سے شام کر دیتے بعض لوگ کہتے تھے کہ لاہور کا مالک کتنا ظالم ہے چپراسی ملازم سے اتنی مشقت سے کام لیتا ہے۔ دنیا نے دیکھا کہ تیرہ سال تک سے لے کر کنہیا لال کپور تک ________ تک کے لوگ اس میں چھپنے پر فخر محسوس کرتے رہے۔

کہنے کا مقصد یہ ہے کہ خوب سے خوب تر کی تلاش میں پاؤں بھی زخمی ہوتے ہیں اور دامن بھی تار تار ہوتے ہیں، یہ تو خواہ ہے جس میں دامن ضرور بھیگ جاتا ہے۔ مگر جو ملک کی دیوار روز بروز اونچی ہوتی رہے تو وقت کی آندھیاں کچھ نہیں بگاڑ سکتیں ؏ "اللہ کرے زورِ تلاش اور زیادہ"۔ والسلام

(عبدالکریم قدسی ـ رچنا ٹاؤن ـ لاہور)

● مکرمی ایڈیٹر صاحب ماہنامہ خالد! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،
سب سے پہلے استاد گرامی جناب ڈاکٹر پرویز پروازی صاحب کا مضمون "سفر بے شرط ...." پڑھا۔ مضمون کا یہ حصہ پڑھ کر پاکستان کی ارزانی واقعی ارزانی معلوم ہوئی۔ جناب ل۔ خ ملک کا مضمون "رہا ہوں شگفتہ ...." خاصا دلچسپ تھا۔ اور نصر اللہ خان ناصر .... کا مضمون "چاند" بہت عمدہ اور حالات و موسم کے مطابق نتیجہ خیز ثابت ہوا۔

(... احمد طاہر ... [illegible])

Digitized By Khilafat Library Rabwah

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ "خدا ایک پیارا خزانہ ہے۔ اس کی قدر کرو۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے" اور اس دولت کے حاصل کرنے کا طریق یہ بتایا کہ "خدا کے قریب کرنے والی کوئی چیز نماز سے زیادہ نہیں" ـــــ ذیل کا مضمون اسلامی عبادات (نماز) کی اہم اور بنیادی رکن نماز اور اس کے فلسفہ و اہمیت سے متعلق ہے۔ آئندہ اسی مفید سلسلہ میں نماز کے مسائل و آداب اور اس سے متعلق دلچسپ سوالات کے جوابات بھی ہدیۂ قارئین کئے جائیں گے (مدیر)

الاحکام تحت ظلال القرآن

از مکرم ملک سیف الرحمٰن صاحب فاضل

اسلامی شریعت اور عبادت

قرآن کریم کوئی انوکھی تعلیم پیش نہیں کرتا بلکہ وہ اس شریعت کی یاد تازہ کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر مختلف طاقتوں کی صورت میں ودیعت کر رکھی ہے۔ اس شریعت کے ذریعہ انسان کے اندرونی قویٰ خصوصاً اس کی قوت شہوانیہ اور قوت غضبیہ کی تہذیب و تعدیل ہوتی ہے جس کے نتیجہ میں مختلف اخلاق پیدا ہوتے ہیں مثلاً حلم، ایثار، صبر، قناعت، سخاوت، شجاعت، اطاعت، اخلاص، صدق، دیانت، محنت، عملِ صالح کی استعداد وغیرہ ـــ غرض جو فطرت قدرت نے باطن میں رکھی تھی قرآن نے اسے یاد دلایا ہے جیسے فرمایا:۔

"فِي كِتَابٍ مَّكْنُونٍ" (الواقعہ ۷۹)

یعنی صحیفۂ فطرت میں جو چھپی ہوئی کتاب تھی اور جس کو ہر شخص نہ دیکھ سکتا تھا اسے اس وحی نے سب کے سامنے کھول کر رکھ دیا اور اس کی پوری پوری وضاحت کر دی۔ یہی اسلامی شریعت اور قرآن کریم کی عملی تعلیم کا تصور جس کی تشریح و تفصیل زندگی کے تمام پہلوؤں پر حاوی ہے اور اس کا ایک اہم حصہ عبادت سے متعلق ہے جو اس وقت ہمارے زیر بحث ہے۔

Digitized By Khilafat Library Rabwah

عبادت کا عمومی فلسفہ

انسان اس لئے پیدا کیا گیا ہے تاکہ اس کے ذریعہ خالق دو جہان کے وجود کا ظہور اور اس کی ضرورت کا نمو ہو۔ اسرار فطرت اور راز ہائے قدرت کھل کر سامنے آجائیں یعنی انسان خدا نما وجود ہے اور مظہر صفات باری ہو کر تخلیق کائنات کی غرض و غایت پوری کرے۔ اسی لئے انسان کو عبد کہا گیا ہے کیونکہ عبادت کے ایک معنے کسی کا نقش قبول کرنے کے ہیں۔ اور انسان کو ایسے ملکوتی قویٰ اور اعلیٰ اقدار ودیعت ہوئے ہیں جن کی مدد سے بشریت کے اندر رہتے ہوئے جہاں تک ممکن ہے وہ صفات الٰہیہ کا پورا نقشہ پیش کر سکتا ہے اور ان کو اپنے اندر پیدا کرنے کی پوری پوری اہلیت رکھتا ہے[1]

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:۔

"وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ ○"

(ذاریات: ۵۷)

یعنی میں نے جن و انس کو صرف عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ یعنی اس لئے تا وہ میرے ظہور کا موجب اور میری صفات کا مظہر بنیں۔

اس آیت کریمہ کی تفسیر وہ حدیث قدسی کرتی ہے جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

"کُنْتُ کَنْزًا مَخْفِیًّا فَاَرَدْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ آدَمَ"

یعنی میں ایک مخفی خزانہ تھا۔ پھر میں نے ارادہ کیا کہ میں پہچانا جاؤں اس لئے میں نے آدم کو پیدا کیا۔

اس کی مزید وضاحت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد میں ہے کہ:۔

"اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ آدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ"

(مسند احمد $\frac{۳۲۵-۲۲۳}{۲}$)

یعنی اللہ تعالیٰ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔

ان ارشادات کا یہی مطلب ہے کہ انسان کی پیدائش کا مقصد ذات باری کا ظہور اتم ہے۔ کیونکہ وہ صفات الٰہیہ کا مظہر بن سکتا ہے اور اس کی قدرت کے اسرار پر سے پردہ اٹھانے کی ذہنی استعداد لے کر پیدا ہوا ہے یہی وجہ ہے کہ استنباط، ایجادات اور نئے نئے انکشافات کی جو قابلیتیں انسان کو ودیعت کی گئی ہیں وہ کسی دوسری مخلوق کو عطا نہیں ہوئیں۔

حقیقی معنوں میں اللہ تعالیٰ کا عبد کہلانے کی ایک راہ یہ بھی ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے جذبات تشکر کا اظہار کرے اور اس کے احسانوں کا اپنی زبان سے اقرار کرے۔ کیونکہ انسان فطرتاً اپنے محسن کا شکریہ ادا کرنے پر مجبور ہوتا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں آتا ہے:۔

"جُبِلَتِ الْقُلُوْبُ عَلٰی حُبِّ

---

[1] کرامات الصادقین صفحہ ۱۴۶، ملفوظات $\frac{۲}{۹}$، تفسیر کبیر $\frac{۱۸}{۱-۱}$

Digitized By Khilafat Library Rabwah

من احسن الیہا۔"

یعنی انسان کی بناوٹ ہی ایسی ہے کہ وہ اپنے محسن سے محبت کرنے پر مجبور ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حقیقی عبد بننے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ انسان گناہوں اور بدیوں سے نجات پا جائے اور اپنے دل کو پاک کرے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاک لوگ ہی اس کی بارگاہ میں بار پا سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ تمام مقررہ عبادات میں یہ بات مدِّنظر رکھی گئی ہے کہ ان کے ذریعہ نفسِ انسانی بدیوں سے پاک ہو جائے اور اسے ایسی طاقت مل جائے کہ وہ مختلف قسم کے ہوا و ہوس چھوڑنے کے قابل ہو جائے۔ ایک طرف اللہ تعالیٰ سے اس کے تعلقات درست ہو جائیں اور دوسری طرف مخلوق الٰہی سے اس کے معاملات بالکل درست اور صاف رہیں۔ ؎

اسلامی عبادت کی اقسام

اصولی طور پر عبادت دو قسموں میں منقسم ہے۔ عام عبادت اور خاص عبادت۔ عام عبادت کا تعلق بالعموم حقوق العباد سے ہے۔ اس لحاظ سے انسان جو کام بھی خواہ وہ ذاتی ہو یا اجتماعی، خداوند تعالیٰ کی خاطر اور اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے کرے اور وہ خدمت انسانیت سے متعلق ہو۔ اسلامی نظریہ کے مطابق وہ عبادت ہے اور اس پر ثواب ملتا ہے۔

عبادت کے بنیادی مقاصد صحیح معنوں میں حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو خاص عبادت کا حکم دیا ہے یہ خاص عبادت پانچ حصوں میں منقسم ہے جنہیں ارکان اسلام کہتے ہیں یعنی اسلام کے ایسے ستون جن پر اسلام کی عمارت استوار ہے۔

ارکانِ اسلام

ارکانِ اسلام میں سے پہلا رکن کلمۂ شہادت ہے یعنی یہ اعتراف کرنا اور گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود و محبوب نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ وہی اللہ تعالیٰ کا پیغام لائے ہیں اور اسلام کے سارے احکام انہوں نے ہی آ کر بتائے ہیں

ان ارکان میں سے دوسرا رکن نماز پڑھنا تیسرا زکوٰۃ دینا۔ چوتھا رمضان کے روزے رکھنا اور پانچواں خانہ کعبہ کی زیارت کے لئے مکہ جانا یعنی حج کرنا۔

فرضیتِ نماز

نماز ہر عاقل و بالغ مسلمان پر فرض ہے اس سے ظاہر ہے کہ فاترالعقل اور مجنون پر دیگر احکام کی طرح نماز بھی فرض نہیں ہے۔

نماز کی اہمیت

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"نماز ہر ایک مسلمان پر فرض ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک قوم اسلام لائی

؎ تفسیر کبیر ملخصاً ص ۳۲۳

Digitized By Khilafat Library Rabwah

اور عرض کی کہ یا رسول اللہ! ہمیں نماز معاف
فرمادی جائے کیونکہ ہم کاروباری آدمی
ہیں۔ مویشی وغیرہ کے سبب سے کپڑوں کا کوئی
اعتماد نہیں ہوتا اور نہ ہمیں فرصت ہوتی ہے
تو آپ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ
دیکھو جب نماز نہیں تو ہے ہی کیا؟ وہ
دین ہی نہیں جس میں نماز نہیں۔ نماز
کیا ہے؟ یہی کہ اپنے عجز و نیاز اور کمزوریوں
کو خدا کے سامنے پیش کرنا اور اُسی
سے اپنی حاجت روائی چاہنا۔ کبھی
اس کی عظمت اور اس کے احکام کی
بجا آوری کے واسطے دست بستہ کھڑا
ہونا اور کبھی کمال مذلت اور فروتنی سے
اس کے آگے سجدہ میں گر جانا۔ اس
سے اپنی حاجات کا مانگنا۔ یہی نماز ہے
ایک سائل کی طرح کبھی اس مسئول کی
تعریف کرنا کہ تو ایسا ہے، تو ایسا ہے
اس کی عظمت و جلال کا اظہار کر کے
اس کی رحمت کو جنبش دلانا۔ پھر اس
سے مانگنا۔ پس جس دین میں یہ نہیں وہ
دین ہی کیا ہے۔ انسان ہر وقت محتاج
ہے کہ اس سے اس کی رضا کی راہیں
مانگتا رہے اور اس کے فضل کا اسی سے
خواستگار ہو........ خدا تعالیٰ کی
محبت اس کا خوف اُسی کی یاد میں دل

لگا رہنے کا نام نماز ہے اور یہی دین ہے۔"
(ملفوظات۔ ۲۵۳-۲۵۴ / ۵)

"خدا تعالیٰ تک پہنچنا منزل بہ منزل ہوتا
ہے جس میں انسانی محنت، کوشش،
جدوجہد کی ضرورت ہوتی ہے اس
طرح جو منزل مراد تک پہنچنے کے لئے یعنی
قرب الٰہی حاصل کرنے کے لئے نماز ایک
گاڑی ہے جس پر سوار ہو کر وہ جلد
خدا تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے اور جس نے
نماز ترک کی وہ کس طرح خدا کو پا سکتا
ہے؟"

(ملفوظات۔ صفحہ ۲۵۵ / ۵)

اسی طرح ایک اور جگہ حضور فرماتے ہیں:۔
"نماز سے بڑھ کر اور کوئی وظیفہ نہیں
کیونکہ اس میں حمدِ الٰہی ہے۔ استغفار
ہے اور درود شریف، تمام وظائف
اور اوراد کا مجموعہ یہی نماز ہے اور
اس سے ہر قسم کے غم و ہم دُور ہوتے
ہیں اور مشکلات حل ہوتی ہیں نماز
کو سنوار سنوار کر اور سمجھ سمجھ کر پڑھو
اور مسنون دعاؤں کے بعد اپنے لئے
اپنی زبان میں بھی دعائیں کرو اس سے
تمہیں اطمینان قلب حاصل ہوگا۔
اور سب مشکلات خدا تعالیٰ چاہے گا
تو اس سے حل ہو جائیں گی۔ نماز یادِ الٰہی

Digitized By Khilafat Library Rabwah

کا ذریعہ ہے اسی لئے فرمایا۔ اقم الصلوٰۃ لذکری۔"
یعنی نماز روحانی ترقیات کا منبع ہے اس میں ہمیں یہ
سبق دیا گیا ہے کہ ہم صرف اللہ تعالیٰ کو اپنا آقا یقین
کریں۔ صرف اسی کو اپنا رازق سمجھیں اور ہر کام میں اسی کی
اطاعت اور فرمانبرداری کریں اور جو کچھ بھی کریں خدا کی
رضا کے مطابق کریں اور دنیا کے دھندوں میں پھنس
کر بھی اسے فراموش نہ کریں۔ صبح اٹھتے ہی نماز ہمیں یہی
بات یاد دلاتی ہے اس کے بعد ہم کام کاج میں مشغول
ہو جاتے ہیں لیکن وقفے وقفے کے بعد اسی یاد کو تازہ
کیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ جب ہم رات کو سونے لگتے
ہیں تو آخری بار پھر اسی کا اعادہ ہوتا ہے۔ کلام الٰہی
"اقم الصلوٰۃ لذکری" یعنی میری یاد کو تازہ
رکھنے کے لئے نماز قائم کریں۔ اسی یاد کی طرف اشارہ ہے۔

ہر قوم میں کوئی نہ کوئی طریق خدا تعالیٰ کی عبادت
کا مقرر ہے مگر ضروری نہیں کہ اس طریق میں کوئی معقولیت
اور حکمت بھی ہو لیکن اسلامی طریق عبادت یعنی نماز کے
تمام افعال و حرکات، باغرض، بافائدہ اور باوقار ہیں اور
اس میں پڑھے جانے والے تمام اقوال بامعنے اور پر از معارف
ہیں۔ اسی طرح نماز میں تمام وہ طریق تعظیم اختیار کئے گئے
ہیں جو مختلف اقوام میں اظہار ادب کے لئے استعمال
ہوتے ہیں ایرانی اقوام میں ہاتھ چھوڑ کر سیدھا کھڑا ہو
جانا اظہار ادب کی علامت تھا۔ یہودیوں اور بعض دوسری
اقوام میں جھکنا اظہار عقیدت کی علامت تھا۔ ہندوستان
اور افریقہ میں سجدے کے طور پر گر جانا اظہار ادب کا طریق
تھا۔ یورپین اقوام میں گھٹنے کے بل بیٹھ جانا اظہار ادب کا
طریق سمجھا گیا۔ غرض ہر قوم میں اظہار عقیدت کی کوئی نہ
کوئی مخصوص و مشہور ہے۔ نماز میں ان تمام آداب کو جمع
کر دیا گیا ہے اس کا ایک فائدہ یہ ہے کہ جب کسی مذہب
کا کوئی شخص مسلمان ہوگا اور نماز میں اپنے قومی شعار کو
دیکھے گا اور اسی میں اظہار ادب کے لئے اپنا مخصوص و
مانوس طریق اختیار کرے گا۔ تو اسے کمال لذت محسوس
ہوگی۔ عیسائی گھٹنے کے بل جھک جانے یعنی تشہد کی
طرز پسند کرتا ہے۔ ہندوستانی سجدے کی حالت کو انتہائی
تذلل و انکساری سمجھتا ہے۔ ایرانی ہاتھ چھوڑ کر کھڑا ہونے
میں تذلل محسوس کرتا ہے یہودی کو رکوع میں تذلل نظر آتا
ہے۔ غرض جو قوم بھی اسلام میں داخل ہوتی ہے وہ نماز میں
اپنے ہاں کے مانوس طریق ادب و تعظیم کو دیکھ کر اپنی روح
کی تسکین اس میں بدرجہ اولیٰ پاتی ہے۔ دیکھو یہ کتنی بڑی
خوبی ہے جو اسلام میں پائی جاتی ہے باقی قوموں کی عبادتوں
میں یہ خیر اتنے لطیف طریقے پر نظر نہیں آتی اور یہ اس
وجہ سے ہے کہ اسلام ایک عالمگیر دین ہے اور ساری
دنیا نے اس میں شامل ہونا ہے

نماز کی فرضیت اس وجہ سے نہیں کہ اللہ تعالیٰ
کو اس کی ضرورت اور احتیاج ہے بلکہ بندوں کے فائدہ
کے لئے ہی یہ فرض کی گئی ہے۔

طٰہٰ: ۱۵

Digitized By Khilafat Library Rabwah

جو خدا کا ہے اُسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبۂ زار و نزار

ہے سرِ رہ پر مرے وہ خود کھڑا مولا کریم
تا عیاں ہو کون پاک اور کون ہے مُردار خوار

مجھ کو پردے میں نظر آتا ہے اک میرا معیں
تیغ کو کھینچے ہوئے اس پر کہ جو کرتا ہے وار

اِس جہاں کا کیا کوئی داور نہیں اور دادگر
پھر شریر النفس ظالم کو کہاں جائے قرار

کیوں عجب کرتے ہو گر میں آگیا ہو کر مسیح
خود مسیحائی کا دم بھرتی ہے یہ بادِ بہار

آسماں پر دعوتِ حق کیلئے اک جوش ہے
ہو رہا ہے نیک طبعوں پر فرشتوں کا اتار

آرہا ہے اس طرف احرارِ یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگہ زندہ وار

کہتے ہیں تثلیث کو اب اہلِ دانش الوداع
پھر ہوئے ہیں چشمۂ توحید پر از جاں نثار

باغ میں ملت کے ہے کوئی گلِ رعنا کھلا
آئی ہے بادِ صبا گلزار سے مستانہ وار

آرہی ہے اب تو خوشبو میرے یوسف کی مجھے
گو کہو دیوانہ میں کرتا ہوں اُس کا انتظار

اِسْمَعُوْا صَوْتَ السَّمَاءِ جَاءَ الْمَسِیْحُ جَاءَ الْمَسِیْحُ
نیز بشنو از زمیں آمد امامِ کامگار

Digitized By Khilafat Library Rabwah

گر کفر این بود بخدا سخت کافرم

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کا نام نامی مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ تھا۔ بانی سلسلہ احمدیہؑ کے موعود فرزند تھے۔ جن کی پیدائش سے قبل اللہ تعالیٰ نے ان کے بارہ میں بانی سلسلہ احمدیہؑ کو بشارت دی تھی۔ آپ نے اسی گھر میں پرورش پائی تھی۔ جیسے آپ کے والد حضرت بانی سلسلہ احمدیہؑ فنا فی الرسولؐ تھے۔ ایسے ہی آپ کی گھٹی میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پلائی گئی تھی۔ راقم الحروف نے خود مشاہدہ کیا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا نام آیا۔ اور آپ کی آواز گلوگیر ہو گئی۔ اس بارہ میں آپ کے عنفوانِ شباب کے چند اشعار نقل کرتا ہوں۔ جس سے آپ کے جذبات اور حبِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اندازہ ہو سکتا ہے انیس سال کی عمر میں سرورِ دو عالمؐ کے عشق میں آپ نے جو نظم کہی اس کے چند اشعار یہ تھے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"محمدؐ پہ ہماری جاں فدا ہے
کہ وہ کوئے صنم کا رہنما ہے
مرا دل اس نے روشن کر دیا ہے
اندھیرے گھر کا وہ میرے دیا ہے
محمدؐ کو بُرا کہتے ہو تم لوگ
ہماری جان و دل جس پر فدا ہے
محمدؐ جو ہمارا پیشوا ہے
محمدؐ جو کہ محبوبِ خدا ہے

جناب مولانا غلام باری سیف

Digitized By Khilafat Library Rabwah

ہو اس کے نام پر قربان سب کچھ
کہ وہ شاہنشہِ ہر دو سرا ہے
اسی سے میرا دل پاتا ہے تسکین
وہی آرام میری روح کا ہے
خدا کو اس سے مل کر ہم نے پایا
وہی اک راہ دیں کا رہنما ہے"

(اخبار بدر جلد ۸ ـ ۲۷ فروری ۱۹۰۸ء)

اپنی ایک اور نظم بعنوان "نیچا سالک راہ" میں فرماتے ہیں:۔

"محمدؐ عربی کی ہے آل میں برکت
ہو اس کے حسن میں برکت جمال میں برکت
ہو اس کی قدر میں برکت کمال میں برکت
ہو اس کی شان میں برکت جلال میں برکت
اسی کے دم سے فقط ہے بقائے موجودات
خدا نے رکھی ہے اتصال میں برکت"

(الفضل جلد ۵ ـ ۲ فروری ۱۹۱۸ء)

اپنے عربی اشعار میں فرماتے ہیں:۔

"ظهرت هداية ربنا بقدومه
زالت ظلام الدهر عنه قدومها
جاء بترياقٍ مزيلٍ سقامنا
غابت غوايتنا بكلّ سمومها"

(الفضل جلد ۳۳ ـ ۲ فروری ۱۹۴۵ء)

ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ کی تشریف آوری سے
ہمارے پیارے رب کی ہدایت ظاہر ہوئی اور
اس ہدایت کے آنے سے زمانے کا اندھیرا
دور ہوا۔ آپ ایسا تریاق لائے جو بیماری

کہ وہ دیکھ رہا تھا اور ہماری گمراہی اپنے
تمام زہروں سمیت چھپ گئی۔

اپنی مشہور کتاب "دعوت الامیر" میں جماعت احمدیہ کے عقائد
کے ضمن میں فرماتے ہیں:۔

"اور ہم یہ بھی یقین کرتے ہیں کہ یہ خدا
کے فرستادے جو دنیا کو بدی کی ظلمت
سے نکال کر نیکی کی روشنی کی طرف لاتے
رہے ہیں۔ مختلف مدارج اور مختلف مقامات
پر قائم تھے۔ اور ان سب کے سردار حضرت
محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھے جن
کو اللہ تعالیٰ نے سیّد ولدِ آدم قرار دیا
اور کافّۃً للنّاس مبعوث فرمایا اور جن
پر اس نے تمام علوم کاملہ ظاہر کئے اور
جن کی اس نے اس رعب و شوکت سے
مدد کی۔ بڑے بڑے جابر بادشاہ ان کے نام
کو سن کر تھرا اٹھتے تھے اور جن کے لئے اس نے
تمام زمین کو مسجد بنا دیا۔ حتیٰ کہ چپہ چپہ
زمین پر ان کی امت نے خدائے وحدہٗ
لاشریک کے لئے سجدہ کیا اور زمین
عدل و انصاف سے بھر گئی۔ بعد اس کے کہ
وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی تھی اور ہم
یقین رکھتے ہیں کہ اگر پہلے انبیاء بھی اس
نبی کامل کے وقت میں ہوتے تو انہیں
اس کی اطاعت کے سوا کوئی چارہ نہ ہوتا"

(دعوت الامیر صفحہ ۵)

Digitized By Khilafat Library Rabwah

اپنی اسی کتاب میں آپ فرماتے ہیں اور دیکھیئے کس عاشقانہ انداز میں فرماتے ہیں :-

"ہم اللہ تعالیٰ ہی سے ڈرتے ہیں اور اسی سے محبت کرتے ہیں اور اس کے بعد سب سے زیادہ محبت اور ادب ہمارے دل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اگر دنیا کی ساری عزتیں اور دنیا کے سارے تعلقات اور دنیا کے تمام آرام آپ کے لئے ہمیں چھوڑنے پڑیں تو یہ ہمارے لئے آسان ہے مگر آپ کی ذات کی ہتک ہم برداشت نہیں کر سکتے۔"

(دعوت الامیر صـ۱۵)

قرآن مجید انگریزی ترجمہ کے لئے آپ نے جو دیباچہ کتابی صورت میں تحریر فرمایا اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالاتِ زندگی اور آپ کی سیرت پر ایسا جامع و مانع مضمون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے عشق و محبت کی عکاسی کرتا ہے۔ اسی کتاب میں آپ فرماتے ہیں :-

"جس اخلاص سے ایک انسان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے محبت کر سکتا ہے اور کسی انسان کی ذات سے اتنی محبت کر ہی نہیں سکتا چونکہ جن کی زندگیاں پوشیدہ ہوتی ہیں ان کی محبت میں رخنہ پڑ جانے کا احتمال ہمیشہ رہتا ہے مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی تو ایک کھلی کتاب ہے۔"

(دیباچہ تفسیر القرآن)

آپ کے عشقِ رسول صلعم کے لئے کیا یہی دلیل کافی نہیں کہ آپ نے محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے بڑے علمی معجزہ یعنی قرآن کریم کا کئی زبانوں میں ترجمہ کرایا۔ آپ نے یورپ کے ظلمت کدہ میں مسجدیں بنوا کر پانچ وقت اشھد ان محمدًا رسول اللّٰہ کی صدائیں بلند کیں، ہزاروں نوجوان آپ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے دنیا پر لات مار کر سر بکف مجاہدوں کی طرح محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی اشاعت کے لئے روانہ ہوئے۔ اور کئی وفا شعاروں نے اسی فرض کی سرانجام دہی میں دیارِ غیر میں جان دے کر چند گز زمین لے کر اپنی وفا کے انمٹ نقوش قائم کر دیئے۔ غرضیکہ دینِ محمدؐ کے قیام کی ایک تڑپ تھی ایک لگن تھی جو آپ کے دل میں ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر کی طرح موجزن تھی۔ ایک روح تھی، ایک غم تھا جس نے آپ کی جان کو گداز کر دیا تھا۔ ایک فکر تھا، ایک شوق تھا جس میں سرشار ہو کر آپ محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے علَم کو ساری دنیا میں لہراتا ہوا دیکھنا چاہتے تھے چنانچہ آپ ۱۹۵۵ء کی ایک تقریر میں خدام و انصار کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

"پس دعاؤں میں لگے رہو اور اپنے کام کو تا قیامت زندہ رکھو........

اور محمدی نور کو پھیلانے چلے جاؤ یہاں تک کہ ساری دنیا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھنے لگ جائے

Digitized By Khilafat Library Rabwah

اور یہ دنیا بدل جائے اور خدا تعالیٰ کی بادشاہت جو آسمان پر ہے۔ زمین پر بھی قائم ہو جائے۔"

(الفضل ۵ ار دسمبر ۱۹۵۵ء)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ملتِ احمدیہ کے اس فدائی اور محمد مصطفیٰ صلعم کے عاشقِ صادق پر ہزاروں ہزار رحمتیں نازل فرمائے! آمین ثم آمین! ..

آپ اپنی ضروریات کیلئے

میسرز بشیر اینڈ کمپنی

کی خدمات حاصل کیجئے

ایکسپورٹرز اینڈ امپورٹرز

گورنمنٹ کے منظور شدہ ٹھیکیدار برائے فوجی، ریلوے، ٹیلیگراف، ٹیلیفون، واپڈا اور دوسرے

تیار کنندگان
آرڈیز، تعمیری میٹریل، ہر قسم کا جوڑ والا اور بغیر جوڑ کا پائپ، ٹیوب، ٹھپے، کاسٹ آئرن اور اس سے متعلقہ ہر قسم کا سامان

اسٹاکسٹ اینڈ سپلائرز
آئرن اینڈ سٹیل۔ جی آئی شیٹ، پلیٹ (چادر) کنڈے والی تار، ہر قسم کا سٹیل۔ زنک۔ لیڈ، ٹانبہ اور پلمبنگ کا ہر قسم کا سامان

ہیڈ آفس

حمید منزل ۸۹ انارکلی لاہور فون ۵۲۷۸۳

برانچیں

• لوہا مارکیٹ لاہور • 77 KMC گارڈن مارکیٹ لارنس روڈ کراچی۔ فون نمبر ۷۸۵۶۴

Digitized By Khilafat Library Rabwah

8

جناب مسعود احمد خان دہلوی پروفیسر تعلیم الاسلام کالج ربوہ

پانچ صدی قبل مسیح یونانی مؤرخ ہیروڈوٹس نے افریقہ کے سیاہ فام باشندوں کا ذکر تاریخ میں سب سے پہلی بار یوں کیا کہ زمانۂ قدیم سے لیبیا کے بربری لوگ اور فیزان کے باشندے ایتھوپین یعنی سیاہ فام لوگوں کے ملک میں اپنے چار گھوڑوں کی گاڑیاں دوڑاتے پھرتے تھے۔ ہیروڈوٹس کے اس بیان کی تصدیق صحرا میں یعنی پہاڑوں پر گھوڑا گاڑی کی تصویر کشی سے ہوتی ہے جو زمانۂ حال میں دریافت ہوئی ہیں۔ لیکن یہاں ایتھوپین کے ملک سے موجودہ ایتھوپیا ہرگز مراد نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ تصویریں ان پہاڑوں پر پائی گئی ہیں جو شمالی افریقہ سے مغربی افریقہ کے راستہ میں واقع ہیں۔ اس سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ مغربی افریقہ کے روابط شمالی افریقہ کے ساتھ کئی ہزار سال پرانے ہیں۔

بہرحال مغربی افریقہ کی تاریخ تاریکی میں کچھ چھپی رہی ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ افریقہ کی سیاہ فام اقوام باقی تمام دنیا سے الگ تھلگ کبھی اس طرح نہیں رہیں جس طرح یورپ کی بعض اقوام نے اپنے سامراجی عزائم پورے کرنے کے لئے تاریک براعظم کا ڈھونگ رچایا۔ دنیا کو یہ باور کرانے کی کوشش کی کہ پہلی بار دنیا سے افریقہ کو روشناس کرانے اور وہاں کے "وحشیوں" کو مہذب بنانے کا مشکل ترین فریضہ محض جذبۂ خدمتِ انسانی کی خاطر ادا کر رہے ہیں۔ ورنہ ان کو نہ ملک گیری کی ہوس ہے اور نہ غیر اقوام کا استحصال مقصود ہے گویا ع

"مے سے غرض نشاط ہے کس روسیاہ کو"

اپنی روسیاہی چھپانے کے لئے افریقہ کو انہوں نے سیاہ و تاریک قرار دیا ورنہ افریقہ کا لفظ ہی اس کی تردید کرتا ہے کیونکہ یہ لفظ "برق" سے مشتق ہے یعنی چمکنے والا اور واقعی اس سرزمین کو جہاں ایک طرف شمالی افریقہ اور صحرائے اعظم کے چمکنے والے سورج کی روشنی سے وافر حصہ ملا ہے تو دوسری طرف قدرت نے جنگلات سے ڈھکی ہوئی اس زمین کو سونے اور جواہرات جیسی چمکنے والی دولت سے مالا مال کر دیا ہے۔ افریقہ کا حصہ شمالی افریقہ میں مصر اور کارتھیج اور یورپ میں یونان و روما کی شان و شوکت

Digitized By Khilafat Library Rabwah

اقتدار کو مستحکم بنانے کا موجب ہوا۔

ہاں اب سے ہزار سال قبل افریقہ کو باقی دنیا سے پوری طرح روشناس کرانے کا فخر اگر کسی قوم کو پہنچتا ہے تو یہ عربوں کا حصہ ہے کیونکہ عرب تاجروں، سیاحوں، علماء دین، جغرافیہ دانوں اور مورخین نے وہاں کی آب وہوا، ہیئت زمین، قبائل کے خد و خال، ان کے رسم و رواج، مذہب و معاشرت، سیاست و مدنیت غرض ہر شعبۂ زندگی پر سیر حاصل معلومات بہم پہنچائیں جبکہ سفر نہ صرف غیر معمولی دشوار تھا بلکہ سفر کو سقر اور عذاب کا ایک حصہ سمجھا جاتا تھا۔

عربوں سے قبل اہل یونان و روم کو صحرا تک افریقہ کی وسعت کا علم تھا جس کے جنوب میں سونا بکثرت پایا جاتا تھا۔ لیکن الخوارزمی وہ پہلا مصنف ہے جس نے نویں صدی عیسوی میں اپنی کتاب "صورۃ الارض" میں جو دنیا کا نقشہ بنایا اس میں موریا، کمن (الونمیا)، الوا، زغاوا، غانا، کانگو، جارمی الکبیر، جارمی الحبش، ڈنکولا وغیرہ کی نشان دہی کر دی۔ جو یقیناً علم جغرافیہ میں ایک انقلاب آفریں اضافہ تھا اور یہ بات اسی صورت میں ممکن تھی کہ بربر اور عرب ان علاقوں تک اپنے روابط قائم کر چکے تھے ورنہ سنی سنائی باتوں پر جگہوں کا تعین ممکن نہیں ہوتا۔ چنانچہ الخوارزمی کی پیدائش سے چھ سات سال قبل ۷۷۲ء میں الفزاری نے ہندوستان کی کتاب سدھانتا کا ترجمہ کرتے وقت جعفر المنصور خلیفہ عباسی کے حکم سے کئی جگہ اس کی تصحیح بھی کر دی تھی اور صحرا کے جنوب میں سلطنت گھانا کا ذکر ارض الذہب یعنی سونے کی زمین کے نام سے کر دیا تھا۔ الفزاری کو یہ معلومات کیسے حاصل ہوئیں؟

اس کی وجہ سوائے اس کے اور کوئی نہیں کہ اس وقت عرب سیاح اور تاجر اس علاقے سے اپنے روابط قائم کر چکے تھے پھر یہ بات بھی دلچسپی سے خالی نہیں کہ صورۃ الارض کے نقشہ کی تیاری میں مامون کے حکم سے ۶۹ دوسرے فضلاء نے "الخوارزمی" کی مدد کی تھی۔ اور پھر چودھویں صدی عیسوی تک مسلمان ادباء اور فضلاء صحرا کے جنوب میں مغربی افریقہ کے خطے کو باقی دنیا سے قریب تر لاتے ہی چلے گئے۔

پھر چودھویں صدی کا آغاز شمالی افریقہ کے اس مایۂ ناز سیاح کے سفرنامہ کی اشاعت سے ہوا جس کو دنیا ابن بطوطہ کے نام سے جانتی ہے جو مشرق میں عرب و عجم اور برصغیر پاک و ہند کی سیاحت کے بعد بلاد سوڈان پہنچا اور وہاں کے چشم دید حالات اور معلومات جمع کیں۔ اور چودھویں صدی اختتام کو نہ پہنچی تھی کہ سرخیل المورخین فخر عربیات ابن خلدون کی تاریخ بھی منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوئی۔ اس قسم کی متفرق اور منفرد کتابوں میں صحرا کے جنوب اور مغربی افریقہ کے جغرافیائی حالات، تاریخی واقعات، عمرانی روایات اور اسلامی اثرات کو بخوبی بیان کیا گیا ہے۔

اب مغربی افریقہ اسلام کی برکات سے اس قدر مستفیض ہو چکا تھا کہ اس کو شمالی افریقہ، اسپین، مصر و شام اور عراق کے حکماء اور فضلاء کے مرہون منت ہونے کی چنداں ضرورت نہ رہی تھی خود سوڈانی علماء اب تہذیبی دنیا میں اپنا مقام پیدا کر چکے تھے۔ ۱۵۱۹ء میں ایک بزرگ محمود الکاتی نے ایک تاریخ کتاب "الفتاش" کے نام سے تصنیف کی جس پر ان کے بیٹے نے بھی کام کیا اور آخر ان کے پوتے نے ۱۶۶۵ء میں اس کو مکمل کیا اور

Digitized By Khilafat Library Rabwah

اس کے دوران ۱۶۲۷ء میں ٹمبکٹو کے احمد بابا نے ایک تاریخ تکملات الدیباج کے نام سے تحریر کی جس کو بعد میں عبدالرحمٰن السعدی نے اپنی تاریخ سوڈان میں شامل کر لیا۔ ان کتابوں کا پایہ بہت بلند ہے۔ خاص طور سے احمد بابا کی تاریخ بہت قدر کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہے۔

اسلام سے قبل جو شمالی افریقہ کے صحرا کے جنوب میں وسیع تعلقات قائم نہ ہو سکے اس کی وجہ صحرا کا حائل ہونا ہی تھا۔ مصری دریائے نیل کے ذریعہ ایتھوپیا وغیرہ تو آئے اور اسی راستہ سے بہت بعد افریقہ میں عیسائیت بھی داخل ہوئی۔ مصر کی تہذیب کے خاتمہ کے بعد پہلے لبنان سے فونیشی قوم کے تاجر اپنے جہازوں میں شمالی افریقہ آئے اور کارتھیج کی کالونی آباد کی گئی۔ ان کے تجارتی قدر بڑے اور مضبوط تھے کہ صحرا اور ڈاکے میں پیدا ہو جاتے۔ اگرچہ بیان کیا جاتا ہے کہ کارتھیجین جہاز ران افریقہ کے گرد چکر کاٹنے میں کامیاب بھی ہو گئے تھے۔ لیکن مغربی افریقہ میں چونکہ صحرائی ساحلی ہزاروں میل لمبا ہے اس لئے وہاں مستقل آبادیاں قائم کرنا یا تجارتی اڈے بنانا بہرحال ناممکن تھا۔ رومی اپنے دور میں کارتھیج کی اینٹ سے اینٹ بجانے کے بعد شمالی افریقہ پر قابض ہو گئے لیکن وہ صحرا میں فیصان اور جابک سے آگے نہ جا سکے۔ جب روم میں عیسائیت سرکاری مذہب بن گئی تو اس وقت صحرا میں اونٹ پہنچ چکا تھا۔ اب صحرا کے پار جانا قدرے آسان ہو گیا اور جہاں عیسائیت شمالی افریقہ میں پہنچی تھی اور سینٹ آگسٹین جیسے مذہبی رہنما بھی بربری عیسائیوں میں پیدا ہو گئے تھے۔ صحرا کے پار بھی عیسائیت پہنچائی جا سکتی تھی لیکن اسی زمانہ میں لیبیپ یعنی بادیہ بربریں قبائل نے مغربی رومی سلطنت کو تباہ و برباد کر دیا تھا۔ عیسائیت کو بھی بہت نامساعد حالات کا سامنا کرنا پڑا۔ انہی قبائل میں سے ایک قبیلہ ونڈال سپین کے راستے شمالی افریقہ میں داخل ہوا کہتے ہیں اسی وجہ سے اسپین کو اندلس بھی کہا جانے لگا اور اسی طرح شمالی افریقہ میں بھی عیسائیت کا خاتمہ ہو گیا۔ اور نہ رومی اور نہ کوئی اور مہذب قوم صحرا کے پار پہنچ سکی۔ اور بالآخر سوڈان اور مغربی افریقہ کی زمین پیاسی نا آشنا قدم پڑنے تھے تو وہ عرب اور بربری مسلمانوں کا ہی انتظار کر رہی تھی۔

اگرچہ عربوں نے شمالی افریقہ فتح تو کر لیا لیکن انہیں صحرا یا اس کے جنوب میں مزید ملک فتح کرنے کا خیال نہ آیا۔ یہ دلیل ہے اس امر کی کہ مسلمان عرب سے کسی ملک گیری کی ہوس یا شہنشاہیت قائم کرنے نہ نکلے تھے بلکہ رومی عیسائی شہنشاہیت کی جارحانہ کارروائیوں کا تدارک کرتے ہوئے جنگی مصلحت کا تقاضا تھا کہ وہ تمام علاقے مسلمانوں کے قبضے میں آجائیں جہاں سے رومی مسلمانوں کے لئے خطرہ کا موجب بن سکتے تھے چنانچہ یہی وجہ تھی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ہی جو بحری بیڑا امیر معاویہ نے بنایا تھا اس نے سپین کے ساحل تک بحیرۂ روم کا جائزہ لے لیا تھا۔ اب چونکہ شمالی افریقہ اور سپین فتح ہو چکے تھے مسلمانوں کو عیسائی حکومتوں سے نپٹنے کے لئے افریقہ میں مزید فوجی کارروائی کا جواز باقی نہ رہا۔ بایں ہمہ ابن عبدالحکیم اور البکری اور بلاذری نے یہ بھی بتایا ہے۔ افریقہ کے گورنر ابن حبیب نے ۷۵۳ء

Digitized By Khilafat Library Rabwah

اور ۱۰۵۴ء میں سوس کے علاقہ میں ایک فوج جنوب میں بھیجی تھی۔ البکری اسی فوج کو گھانا کی طرف بھیجنے کا ذکر کرتا ہے جو اس زمانہ میں ایک بہت بڑی سلطنت تھی بلکہ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ معلومہ تاریخ میں مغربی افریقہ کی سب سے پہلی بڑی سلطنت یہی تھی۔

پھر بکری کا یہ بھی کہنا ہے کہ اس فوج کا ایک حصہ گھانا میں آباد بھی ہو گیا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ گھانا کی سلطنت صحرا میں قافلوں کی حفاظت کرنے سے قاصر تھی اور شمالی افریقہ کی حکومت نے تاجروں کی سہولت اور حفاظت کے لئے ایک دستہ وہاں متعین کر دیا۔ اگر یہ فوج حملے کی نیت سے وہاں جاتی تو پھر گھانا کی حکومت ان کو وہاں کیوں برداشت کرتی۔ معلوم ہوتا ہے کہ آٹھویں صدی میں فوج بھیجنے سے غرض تجارتی راستوں کو محفوظ بنانا تھی۔ جس میں گھانا کی حکومت کی رضامندی بھی شامل رہی ہوگی کیونکہ ۱۰۷۶ء تک مسلمانوں اور سلطنت گھانا میں کسی قسم کی تلخی پیدا نہ ہوئی۔ حالانکہ ایسی صورت دیگر تلخیوں کی بنیاد تو اسی حملہ کے وقت سے پڑ جانی چاہیئے تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ مسلمان تاجر آٹھویں صدی عیسوی سے ہی گھانا میں تجارت کرتے تھے اور اس وقت گھانا اقتصادی طور پر اس قدر خوشحال تھا کہ ابن حوقل نے دسویں صدی میں گھانا کے بادشاہ کو دنیا کا مالدار ترین بادشاہ لکھا اور الادریسی نے اس کے پاس سونے کے ایک ڈلے کا وزن تیس رطل لکھا ہے جس سے بادشاہ اپنا گھوڑا باندھا کرتا تھا جبکہ ابن خلدون نے اسی قدر مبالغہ کیا کہ اس کا وزن ایک ٹن بتایا۔ ایسے ملک میں مسلمانوں کو تجارت کے بڑے مواقع تھے۔ چنانچہ انھوں نے اس سے بہت فائدہ اٹھایا۔ حتیٰ کہ ابن حوقل کے قول کے مطابق اس نے ایک ہنڈی ۴۲ ہزار دینار کی مالیت کی دیکھی جو اوڈاغاسٹ کے ایک مقامی مسلمان تاجر محمد بن علی سادون نے سجلماسا کے کسی تاجر کے نام لکھی تھی۔ اس سے جہاں تجارت کی وسعت کا پتہ چلتا ہے وہاں اس امر پر بھی روشنی پڑتی ہے کہ اسلام مقامی لوگوں میں اس قدر مقبول ہو چکا تھا کہ جبکہ ابھی بادشاہ خود مشرک تھا اس کی رعایا میں ایسے کامیاب اور تعلیم یافتہ مسلمان تاجر موجود تھے۔ البکری کے بیان کے مطابق گھانا میں جو دارالحکومت کا نام تھا مسلمان تاجر بہت آرام سے رہتے تھے۔ شہر کے دو حصے تھے۔ ایک میں پختہ …

احمدیہ ٹریول ایجنسی
امریکہ، ہالینڈ، مغربی جرمنی، ڈنمارک، لندن، سوئٹزرلینڈ اور مڈل ایسٹ کے لئے
ہوائی اور بحری راستہ ٹکٹوں کی بکنگ
نیز ویزا کے حصول کیلئے آج ہی رجوع فرمائیں
انڈس ٹریول سروس
ٹرانسپورٹ ہاؤس
بالمقابل فلیٹیز ہوٹل۔ لاہور

Digitized By Khilafat Library Rabwah

کے مکانات تھے اور ایک میں کچے مکان۔ بادشاہ کا محل بیچ میں تھا۔ پختہ مکانوں کا حصہ مسلمان آبادی کا تھا۔ جس میں بارہ مسجدیں تھیں اور بادشاہ کا ترجمان خزانچی اور بعض وزراء ان مسلمانوں میں سے تھے۔

غانا کے سنہاجہ قبیلے پہلے ہی مسلمان ہو چکے تھے ان کا ایک بادشاہ تارسینا ۱۰۲۵ء میں حج پر گیا اور وہاں علماء سے جہاد پر اس کی گفتگو ہوئی اور اس نتیجہ پر پہنچا کہ غانا کا اوڈاغاسٹ پر قبضہ اس کی قوم کی فوجی کمزوری کی بنا پر ہوا جس کو جہاد کے جذبہ سے دوبارہ حاصل کیا جا سکتا ہے وہ تو جلد فوت ہو گیا۔ اس کا جانشین اور داماد یحیٰی بن ابراہیم جب ۱۰۳۸ء میں حج پر گیا اور ایک بزرگ عبداللہ بن یاسین کو اپنے ساتھ لایا تا کہ سنہاجہ قوم میں اسلامی تربیت کا انتظام ہو جائے اور اس طرح ان میں ایک نیا جوش اور ولولہ پیدا ہو۔ عبداللہ بن یاسین کو جب سنہاجہ قوم کی طرف سے مایوسی ہوئی تو وہ پرایر کے ملک تکرور میں دریائے سینیگال کے ایک جزیرے میں چلے گئے۔ تکرور کا بادشاہ بھی ۱۰۴۰ء میں مسلمان ہو گیا جو گوڈالہ قبیلے سے تعلق رکھتا تھا۔ اب تکرور میں اسلام کا اچھا چرچا تھا کیونکہ وہاں اسلامی مدارس بھی کھلنے لگے۔ اس لئے وہاں عبداللہ بن یاسین نے جو رباط قائم کی اسے بہت کامیابی حاصل ہوئی اور اب سنہاجہ بھی وہاں پہنچنے لگے۔ ان درویشوں کو رباط کی مناسبت سے المرابطین کہا جانے لگا۔ سنہاجہ اور گوڈالہ مرابطین نے مل کر سنہاجہ کا کھویا ہوا تجارتی اوڈاغاسٹ واپس لے لیا اور اس طرح ان کی جنگیں غانا کے ساتھ شروع ہو گئیں اور آخر ۱۰۷۶ء میں وہ بھی فتح ہو گیا اور اس طرح غانا سلطنت کا خاتمہ ہو گیا۔ المرابطین کو اب اس قدر طاقت حاصل ہو چکی تھی کہ سنہاجہ کے اصل وطن ملتونہ سے آگے بڑھ کر انہوں نے مراکو بھی فتح کر لیا اور پھر وہ شمالی افریقہ میں الجھ کر رہ گئے اور ان کے ایک بادشاہ یوسف بن تاشفین نے آخر سپین بھی فتح کر لیا۔

اُدھر صحرا کے جنوب میں عجیب سیاسی خلفشار پیدا ہو گیا اور آخر ۱۲۲۴ء میں مانڈینگو زبان بولنے والے قبائل میں سے ان لوگوں نے اقتدار سنبھال لیا۔ ایک بادشاہ سُن دیاتا نے جو ۱۲۳۰ء میں تخت نشین ہوا تھا مالی سلطنت کی بنیاد ڈالی۔ مالی قبیلے کے لوگ پہلے ہی اسلام کی طرف مائل ہو چکے تھے۔ البکری کے بیان کے مطابق ۱۰۵۰ء میں وہاں کا ایک حاکم ایک مسلمان بزرگ کی دعا کے نتیجہ میں مسلمان ہو گیا۔ یہ بزرگ وہاں بطور اجنبی آباد تھے کہ خشک سالی میں ان کی تمام رات کی دعا مستجاب ہوئی اور پو پھٹنے پر اس قدر بارش ہوئی کہ جل تھل ہو گیا۔ برمندانا مالی کا پہلا حاکم تھا جس نے ۱۱۰۰ سے پہلے ہی حج کی سعادت پائی۔ اس سلطنت کے سب سے بڑے بادشاہ منسی موسیٰ کو ۱۳۲۶ء میں حج کا شرف حاصل ہوا۔ ابن خلدون، ابن بطوطہ، العماری، المقریزی، بازکاتی اور السعدی وغیرہ مورخین نے اس حج کی جو تفصیلات بیان کی ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت کم بادشاہوں کو حرمین میں اس قدر صدقہ خیرات کی توفیق ملی۔ جس طرح منسی موسیٰ نے سونا فقراء میں تقسیم کیا اور مصر میں بھی اس کی وجہ سے اس قدر سونا پہنچ گیا کہ وہاں سونے کی قیمت غیر معمولی

Digitized By Khilafat Library Rabwah

طور پر گر گئی۔ کہتے ہیں کہ وہ ۷۰۰ غلام اور ۵۰۰۰۰ اونس
سونا اپنے ساتھ لے کر گیا تھا اور پھر واپسی پر مصر میں خود
اس کے پاس رقم ختم ہو گئی تو وہاں کے تجار سے قرض لینا
پڑا اور سب کو اپنے خرچ پر اپنے وطن لایا اور انہیں
اعزاز و اکرام کے ساتھ رکھا اور سارا قرض بھی واپس کر
دیا۔ ان کے علاوہ اشاعت و تدریسِ تعلیم کے لئے علماء
کی ایک جماعت کو اپنے ساتھ مالی لایا۔ ان لوگوں کے آنے
سے اشاعتِ اسلام کے مزید امکانات روشن ہو گئے چنانچہ
جب مالی کی حکومت کو زوال آیا تو مالی کے علماء موجودہ
ملک نائجیریا جا کر آباد ہونے لگے۔ اسی طرح کانو کٹسینا۔
زاریہ میں اسلام کی تبلیغ بڑے پیمانہ پر ہونے لگی اور ۱۵۰۰ء
میں تو وہاں اسلام کافی مستحکم ہو چکا تھا۔

یہ بھی اللہ تعالیٰ کی حکمت تھی کہ مالی جیسی عظیم
سلطنت کے زوال پر ایک اور اسلامی مملکت کا ستارہ
مغربی افریقہ کے افق پر نمودار ہونے لگا۔ یہ سنگھائی کی
سلطنت تھی۔ اس کا صدر مقام دریائے نائجیریا کے اس
موڑ پر واقع تھا جہاں سے دریا شمال مشرق سے جنوب
مشرق کی طرف بہنے لگتا ہے۔ قدیم زمانہ میں اس کو "گوگو"
کہتے تھے۔ آج کل اسکا نام گاؤ ہے جب گھانا ایک عظیم
سلطنت تھی تو یہ علاقہ معمولی ریاست تھا۔ یعقوبی نے
اس کا ذکر کتاب البلدان میں ۸۹۱-۹۲ء میں کر دیا تھا۔
کیونکہ مسلمان تاجر وہاں اس سے قبل پہنچ چکے تھے،
چنانچہ ابن خلدون کے بیان کے مطابق تاریخوں کا افریقیہ
میں انتقال ہی سے زغلو بن خالد م ۸۰ء میں [illegible] پیدا ہوا
تھا جہاں اسکا باپ تجارت سے آباد ہو گیا تھا۔

یاقوت نے معجم البلدان میں مہلبی کے حوالہ سے بتایا ہے کہ ۹۸۵ء
میں ہی یہاں کے بادشاہوں کو تخت نشینی کے وقت اپنے
مسلمان ہونے کا اعلان کرنا پڑتا تھا چونکہ اس سے قبل اس
علاقہ میں مسلمانوں کا کوئی حملہ ثابت نہیں ہوتا۔ اس لئے یہ
نتیجہ نکلتا ہے کہ وہاں اسلام تاجروں اور علماء کے ذریعہ ہی
پہنچا ہو گا۔

الغرض مغربی افریقہ میں اسلام سلامتی کا نشان بن
کر ظاہر ہوا نہ کہ جنگ و جدل اور تیر و تفنگ اور جبر و اکراہ
کا۔ خواہ بادشاہ مسلمان ہو گیا لیکن مقامی مشرکین کا زور
بھی قائم رہا۔ معلوم ہوتا ہے کہ مبلغینِ اسلام کو سیاست
سے غرض نہ ہوتی تھی اور اگر تاج و تخت رعایا کی خواہش
کے مطابق کسی غیر مسلم کے قبضہ میں چلا جاتا تو وہ بدامنی
پیدا نہ کرتے بلکہ جادلھم بالتی ھی احسن کے قرآنی
ارشاد کے مطابق تبلیغِ اسلام میں مصروف رہتے۔

پندرھویں صدی میں یہاں ایک ظالم بادشاہ سنی
علی کا ذکر ملتا ہے جس کے بعد فوجی انقلاب سے سنگھائی
سلطنت میں اسکیا خاندان کی سلطنت وجود میں آئی۔
مالی کے منسا موسیٰ کے بعد اسکیا کے پہلے بادشاہ محمد اسکیا
کا حج (۱۴۹۷ء) قابل ذکر ہے جو تاریخ میں ایک مشہور واقعہ
ہے۔ اس سفر کے دوران وہ مصر میں عباسی خلیفہ سے
بھی ملا اور اس سے اپنے لئے بلادِ سوڈان میں نیابت
کا اعزاز حاصل کیا۔ غالباً وہ وہاں حضرت امام جلال الدین
السیوطی کی خدمت میں بھی حاضر ہوا اور اپنے ساتھ یہیں
سے مصر سے علماء کی ایک جماعت بھی لایا تھا۔ اسی کے زمانہ
میں امام عبد الکریم المغیلی بھی سوڈان آئے۔ جنہوں نے

Digitized By Khilafat Library Rabwah

مغربی افریقہ میں وسیع پیمانہ پر ایک اصلاحی تحریک چلائی۔
سنگھائی سلطنت کا دبدبہ ۱۲۰۰ء تک قائم رہا اور
چاہیے شان و شوکت اور دولت کے لحاظ سے مالی کی
سلطنت بہت عظیم رہی ہو۔ سنگھائی کی سلطنت رقبہ کے
لحاظ سے مغربی افریقہ کی تاریخ میں سب سے بڑی سلطنت
تھی جس میں دریائے سینیگال سے لے کر جھیل چاڈ تک کے
علاقے شامل تھے۔ اسی سلطنت کے دوران پرتگالیوں کے
جہاز بھی مغربی افریقہ کے ساحل پر اترنے لگے تھے اور ابھی
مالی کی سلطنت کا کچھ حصہ منسی موسیٰ کے جانشینوں کے
پاس باقی تھا کہ ۱۴۴۵ء میں پرتگالی دریائے گیمبیا میں داخل
ہو گئے۔ پھر ۱۴۸۳ء میں مالی کے محمد بن منترگا کے عہد
میں جان دوم شاہ پرتگال کا سفیر اس کے دربار میں آیا اور
۱۴۸۵ء میں پرتگالیوں کا دوسرا سفیر بھی اندرون سوڈان
میں پہنچ گیا لیکن یہ پرتگال سینیگیمبیا کے علاقوں سے آگے
نہ بڑھ سکے اگرچہ سوڈان کی اصل طاقت شہنشاہ سنگھائی
کے ہاتھ میں تھی۔

ایک اور مسلمانوں کی حکومت جھیل چاڈ کے قریب
موجودہ شمالی نائیجیریا کے شمال مشرق میں تھی جس کو کینم
بورنو کہتے ہیں۔ جو کبھی کسی عظیم سلطنت کا حصہ نہ رہی
اور انیسویں صدی تک ایک الگ ریاست کے طور
پر قائم رہی۔ حتیٰ کہ جب شیخ عثمان دان فودیو کی
اصلاحی کوششوں کے نتیجہ میں سوکوٹو کی سلطنت قائم
ہوئی تو بھی سوکوٹو بورنو کو فتح نہ کر سکا۔ وہاں کے مسلمانوں
میں یہ روایت ہے کہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی
اولاد ہیں۔ بعض مورخین نے ان کو اموی بھی بتایا ہے کہ
عباسی دور میں جب امویوں کو مارا جا رہا تھا تو عبد الرحمٰن
الداخل بربر کے علاقے میں شمالی افریقہ چلا گیا کیونکہ وہ
اس کے ننھیال تھے لیکن کچھ لیبیا سے براستہ فیضان بورنو
کینم کی طرف چلے گئے۔

تمام اسلامی دور کی یہ خصوصیات ہیں کہ اسلامی
شعار کا احترام کیا جائے۔ دوم علوم اسلام کی ترویج ہو
اور سوم یہ کہ غیر مسلموں کے ساتھ انتہائی رواداری کا سلوک
کیا جائے۔ اسلامی شعار میں حج اور قرآن مجید کی تعلیم کو
فوقیت حاصل تھی۔ چنانچہ شاید ہی دنیا کے کسی اور
علاقے میں اس کثرت سے مسلمان بادشاہوں کو حج کی
توفیق نصیب ہوئی جتنی بلاد سوڈان کے بادشاہوں کو ہوئی۔

چنانچہ الحاج عبد اللہ بن یاسین کے جید امام المغیلی
کو خاص مقام حاصل ہے جنہوں نے مغربی افریقہ کا سارے
علاقوں کا خصوصاً وسیع دورہ بھی کیا اور ساتھ محمد اسکیا
کو مکتوبات بھی بھجوا بھجوا کر مزید خدمات دینیہ بجا
لانے پر مائل کرتے رہے۔ کانو میں قرآن مجید کا درس لمبا
عرصہ دیا اور گینیا میں فقہ اسلامی کی تعلیم کا انتظام کیا
اسلامی سیاست اور فلسفہ حکومت پر کانو کے بادشاہ
محمد رمفا کے کہنے پر کتاب لکھی ان کی اصلاحی کوششوں
میں ان کے شاگرد عبد الرحمٰن بھی ان کے معین و مددگار رہے
وہ پہلے عالم دین ہیں جنہوں نے حدیث، تجدید دین سے
اس بات کا استنباط کیا کہ اسلام کی روحانی فیض رسانی
کا سلسلہ الٰہی نظام سے رابطہ ہے۔ ان کی وجہ سے جو
اسلامی اصلاحی تحریک پیدا ہوئی تھی اس کے اثرات
انیسویں صدی میں شیخ عثمان دان فودی کی تجدید دین

Digitized By Khilafat Library Rabwah

میں بھی کارفرما نظر آتے ہیں۔

یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت تھی کہ مالی اور سنگھائی جیسی عظیم سلطنتوں کی تباہی کے بعد امام المغیلی کے ذریعہ اسلامی شعور قائم رہنے دیا اور چاہے مسلمان قبائل اب بٹ گئے تھے اور بے شمار چھوٹی چھوٹی ریاستیں قائم ہو گئی تھیں لیکن جب یورپی عیسائی اقوام نے مغربی افریقہ میں یلغار کی تو سوائے اکا دکا مقامات کے تمام ساحلی قبائل نے ان کے ساتھ تعاون و اشتراک کیا۔ چاہے اسی کا خمیازہ ان کو غلامی اور غلاموں کی تجارت کے بھیانک تاریخ کی صورت میں بھگتنا پڑا لیکن مسلمان ریاستیں برابر ان کا مقابلہ کرتی رہیں۔ اور آخر جب شکستیں کھا گئیں تو بھی ان لڑائیوں کے نتیجہ میں جو دشمنی یورپین اقوام کے خلاف ان کے دلوں میں گھر کر گئی تھی اسی کی وجہ سے جب غلاموں کی تجارت کے دور کے بعد پادری مگرمچھ کے آنسو بہاتے عیسائیت کو پھیلانے آئے تو ساحلی علاقوں میں افریقی پھر ان کے زیر اثر آ گئے لیکن مسلمان علاقوں میں ان کو کوئی کامیابی نصیب نہ ہوئی۔

سنگھائی کی سلطنت کے بعد ایک دم مسلمانوں کے سیاسی انحطاط کی ایک وجہ سے مغربی افریقہ پر یورپین تاجروں کی آمد تھی۔ یہ لوگ بھی سونے کی تلاش میں مغربی افریقہ پہنچے لیکن بجائے صحرا پار کرنے کے یہ سمندر کے راستے آئے اور چونکہ ساحل کے جنگلات میں ہی دراصل سونا بکثرت پایا جاتا تھا اور گھانا، سنگھائی اور مالی سلطنتوں کے تاجر دراصل جنوب کے جنگلات سے سونا لے کر ان کو صحرائی نمک دے دیا کرتے تھے پھر یہ سونا شمالی افریقہ کے ذریعہ دنیا کی منڈیوں میں پہنچ جاتا۔ اب یورپین وہ سارا سونا لے جانے لگے اور سوڈان کے مسلمان اقتصادی طور پر کمزور ہو گئے۔ سیاسی انحطاط اس کا لازمی نتیجہ تھا ہاں یہ مغربی افریقہ کی بدقسمتی تھی کہ جہاں مسلمان ان کے سونے کے بدلے ان کو علم کی دولت سے مالا مال کرتے کیونکہ سوڈان کی سب سے بڑی درآمد کتابیں ہی ہوا کرتی تھیں۔ اب یورپین تاجر سونے کے بدلے مغربی افریقہ میں بندوق گولہ و بارود اور شراب لانے لگے۔ تاکہ افریقی شراب سے بدمست ہو کر بندوقوں سے اپنے بھائی بندوں کا خون بہائیں۔ قبائلی جنگیں ہوں۔ جنگی قیدی کثرت سے پائیں جن کو پھر یورپین تاجروں کے ہاتھوں بیچا جائے۔ یہ غلام نئی دنیا امریکہ کے کھیتوں میں کام کریں اور وہاں کا مال تمام یورپ پہنچے جہاں صنعتی انقلاب برپا ہو چکا تھا۔ جب یورپ کے کارخانے دھڑا دھڑ مصنوعات تیار کرنے کے قابل ہو گئے تو امریکہ آزاد ہو گیا۔ اب خام مال اور منڈیوں کے لئے پھر مزید علاقوں کی ضرورت پڑی۔ جب تک امریکہ میں ضرورت رہی ، ڈیڑھ کروڑ غلام مغربی افریقہ سے امریکہ پہنچائے گئے۔ اب ضرورت نہ رہی تو غلامی کو قانوناً روکا گیا۔ لیکن کالونیلزم کا یلغار شروع ہو گئی اور دیکھتے ہی دیکھتے سارا بر اعظم افریقہ یورپین اقوام کے سامراجی شکنجے میں جکڑا جا چکا تھا۔ پہلے اگر سر جان ہاکنز اور فرانسس ڈریک نے غلاموں کی تجارت میں نام پیدا کیا تو اب جارج میکلین، گولڈ کوسٹ میں لوگارڈ اور فیدہربا، [illegible] ہیرو تسلیم کئے گئے۔ لیکن انسانیت اور تہذیب کے نام پر ساتھ ساتھ تاریک بر اعظم کا غلغلہ بھی

Digitized By Khilafat Library Rabwah

"تختۂ مشقِ ستم بنتے رہے ہیں جو لوگ"

ایڈیٹر کے قلم سے

ـــ "ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغِ مصطفوی سے شرارِ بولہبی"

یہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ آدم تا ایں دم حق و صداقت کے علمبرداروں اور اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں کو مصائب و آلام کا تختۂ مشق بنایا جاتا رہا ہے۔ ہر دور میں اللہ تعالیٰ کے فرستادوں، رسولوں، نبیوں، ان پر ایمان لانے والوں، ولیوں، مجددوں اور قطبوں پر جو جو مظالم روا رکھے گئے ان سے تاریخ بھری پڑی ہے ـــ خود خدائے حکیم و خبیر نے ظلم و تعدی اور جبر و استبداد کی ان داستانوں کا تذکرہ قرآن مجید میں فرمایا اور اسی پر انحصار نہیں فرمایا کہ ہمیشہ ظالموں نے انبیاءؑ سے استہزاء اور تحقیر کا سلوک روا رکھا۔ (لیٰسٓ) اور اس کی غرض اللہ تعالیٰ نے بعد میں آنے والوں اور عقلمندوں کے لئے "عبرت" بیان فرمائی اور فرمایا کہ ان (انبیاءؑ) کے تذکروں) کے ذکر میں عقلمندوں کے لئے عبرت کا ایک نمونہ ہے (یوسف)

نیز فرمایا کہ ہم رسول اللہؐ کے سامنے گزشتہ رسولوں کی تمام اہم خبریں نصیحت و موعظت اور عبرت کی خاطر بیان کرتے ہیں۔ (ھود)

الغرض عشق و وفا اور مظلومیت کی یہ خونچکاں داستان جس قدر طویل ہے اس سے کہیں زیادہ عبرت انگیز اور المناک ہے۔ اس معمورۂ عالم میں ظلم و تشدد کا پہلا دن وہ تھا جب قابیل نے معصوم ہابیل کے خونِ ناحق سے اپنے ہاتھ رنگے اور جب بیچارے ہابیل نے ظالم قابیل کو کہا تھا ـــ

"اگر تو نے مجھے قتل کرنے کے لئے میری طرف اپنا ہاتھ بڑھایا (بھی تو) میں تجھے قتل کرنے کے لئے اپنا ہاتھ ہرگز تیری

Digitized By Khilafat Library Rabwah

طرف نہیں بڑھانے کا۔ میں اللہ سے جو سب
جہانوں کا رب ہے یقیناً ڈرتا ہوں۔"
(مائدہ : ۲۹)

اور وہیں سے زمین پر کشت و خون کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو گیا۔ جبر و استبداد کا ایک تلاطم خیز سمندر موجزن رہا جو اپنی طوفانی لہروں اور خوفناک تھپیڑوں سے حق و صداقت کے علمبرداروں کو، بے بس اور بے گناہ انسانوں کو ان کے مقصد سے دور کرنے کی کوشش کرتا رہا۔ ظلم و تشدد کے نت نئے طریقے ان پر آزمائے گئے۔ مخالفت کی تیز و تند آندھیاں اٹھیں۔ مگر صد آفرین ہے ان اہل وفا پر جنہوں نے ہر خوف و خطر، مصائب و شدائد اور دنیا بھر کے آلام و آفات کے باوجود حیرت انگیز ثابت قدمی اور صدق و صفا کا مظاہرہ کیا۔ ان پاک نفس اور صبر و رضا کے پیکر انسانوں نے دکھ سہے اذیتیں اٹھائیں۔ اور برداشت سے کام لیا۔ گالیاں سنیں، ٹھٹھہ اور استہزاء کا نشانہ بنے مگر خدا کے ان بندوں نے گالی کا جواب گالی سے نہیں دعا سے دیا وہ دکھ پا کر آرام دیتے اور ایک راحت محسوس کرتے رہے وہ ظلم و تعدی اور تکبر کے مقابل پر عاجزی اور انکساری اختیار کرتے انہیں مارا پیٹا گیا مگر وہ خاموش رہے انہیں گرم ریت اور پتھریلی زمینوں پر گھسیٹا گیا۔ ان کے کپڑے تار تار ہو گئے اور جسم لہولہان ہو گیا مگر ان مظلوموں نے اُف تک نہ کی۔ انہیں دہکتی آگ کی خندقوں اور شعلہ زن تنوروں میں جھونک دیا گیا مگر ان عاشقانِ الٰہی نے صدائے احتجاج بلند نہ کی۔ بلکہ انہوں نے بشاشت قلبی سے اس آگ کا خیر مقدم کیا اور چشم فلک نے یہ حیرت انگیز نظارہ دیکھا کہ

"بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل ہے محوِ تماشائے لب بام ابھی"

اور پھر انہیں خوفناک طوفانی موجوں کے سپرد کر دیا گیا مگر وہ ہر چہ بادا باد کہہ کر کشتی ان گہرے پانیوں میں کود پڑے ——— ان کی جائدادیں ضبط کر لی گئیں۔ انہیں ان کے اموال سے بے دخل کر دیا گیا۔ ان کے عزیز و اقارب سے جدا کر دیا گیا۔ ان کو اپنے پیارے وطن کے پیارے گلی کوچوں سے بے سروسامانی کے عالم میں نکال دیا گیا۔ وہ وطن ——— جہاں ان کا سہانا بچپن گزرا تھا جس کے ذرہ ذرہ سے انہیں پیار تھا۔ وہ لاچار و مجبور ہو کر یہ کہتے ہوئے وطن سے نکلے ———

EL-KEMISTS.
ایل کیمسٹس
سیٹلائیٹ ٹاؤن راولپنڈی
فون نمبر ۴۱۶۶۴
ہر قسم کی انگریزی ادویات کی خرید اور
نسخہ جات کی تیاری کیلئے رجوع فرمائیے

Digitized By Khilafat Library Rabwah

"پیارے وطن! جسم کا ذرّہ ذرّہ تیری محبّت
سے مخمور اور دل کا ریشہ ریشہ تیری پیاری
یاد میں مخمور ہے تجھے چھوڑنے کو دل
نہیں چاہتا مگر وطن والوں کے ہاتھوں مجبور
ہو کر آج تجھے چھوڑ چلے ہیں۔"

کیا عجب کہ اگر وطن کے احساس و جذبات ہوتے تو وہ اپنے ایک مظلوم و معصوم باشی کی بے بسی اور بے کسی پر خون کے آنسو روتا مگر ان ظالموں کے دل نہ پسیجے۔

صادق الاخیار صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہؓ کو صبر کی تلقین کرتے ہوئے گزشتہ لوگوں کے مصائب و مظالم کا تذکرہ یوں فرمایا تھا:-

"دیکھو تم سے پہلے وہ لوگ گزر چکے ہیں
جن کا گوشت لوہے کے کانٹوں سے نوچ
نوچ کر ہڈیوں تک صاف کر دیا گیا۔ مگر وہ
اپنے دین سے متزلزل نہیں ہوئے اور وہ
لوگ بھی گزرے ہیں جن کے سروں پر آرہ
رکھ کر انہیں چیر دیا گیا۔ مگر ان کے قدموں
میں بھی لغزش نہیں آئی"
(نسائی)

الغرض انبیاء و اولیاء سے ظلم و تشدّد کی یہی سنّت ابتداء سے جاری ہے۔ چنانچہ جب سرورِ عالم کے پاس جبرائیل امین غارِ حرا میں پیغامِ رسالت لائے تھے تو حضرت خدیجہؓ آپؐ کو اپنے چچا زاد ورقہ بن نوفل عیسائی عالم کے پاس لے گئیں۔ انہوں نے آپ کی باتیں سن کر کہا:-

"یہ تو وہی فرشتہ ہے جو موسیٰؑ پر نازل
ہوا تھا"

اور پھر نہایت حسرت سے کہا:-

"کاش میری زندگی اس وقت تک وفا
کرے جب تیری قوم تجھے تیری بستی سے
نکال دے گی — حضورؐ نے تعجب
سے فرمایا کیا میری قوم مجھے نکال دے گی؟
تو عیسائی عالم نے بڑے اعتماد سے کہا:
جب بھی کوئی انسان آپ کی طرح کا پیغام
لے کر آیا اُس کی دشمنی اور عداوت کی گئی
ہے۔" (بخاری کتاب بدء الوحی)

اور جب سید الانبیاءؐ سے استفسار کیا گیا کہ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ کون آزمائے جاتے ہیں تو آپؐ نے فرمایا انبیاءؑ پر سب سے زیادہ ابتلا آتے ہیں۔ عرض کی گئی۔ پھر کون؟ فرمایا وہ لوگ جو نیکی اور تقویٰ میں انبیاءؑ سے زیادہ قریب ہوتے ہیں اور پھر جو ان سے زیادہ قریب ہوں انہیں ابتلا کی بھٹی سے گزرنا پڑتا ہے۔ (ترمذی)

الغرض توحید کا نعرہ بلند کرنا اور محبت و رضائے الٰہی کا حصول پھولوں کی سیج نہیں۔ یہ خاردار کانٹوں کی وادی ہے یہ جوئے شیر لانے سے بڑھ کر ہے۔ یہ جان جوکھوں کا کام ہے۔ اسی لئے اللہ والوں کا استقبال پھولوں سے نہیں۔ کانٹوں سے ہوتا آیا ہے۔ ان کے لئے ریشمی اور مخملیں چادریں نہیں بچھائی گئیں۔ ہاں پتھر مار مار کر لہو لہان ضرور کیا گیا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ انبیاءؑ کے ابتلاء و مصائب اور ان کی حکمت بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے:-

Digitized By Khilafat Library Rabwah

"کیا تم سمجھتے ہو کہ تم جنت میں (آرام سے)
داخل ہو جاؤ گے۔ حالانکہ ابھی تک تم پر
وہ حالت وارد نہیں ہوئی جو تم سے پہلے
لوگوں پر (ظلم و تشدد کی صورت میں) روا
رکھی گئی۔ انہیں تنگی بھی پہنچی اور تکلیف
بھی۔ انہیں خوب خوف دلایا گیا اور اس
قدر مصائب پہنچے کہ انہیں (جھنجھوڑ کر اور)
ہلا کر رکھ دیا گیا۔ یہاں تک کہ (خدا کا) رسول
اور مومن کہہ اٹھے اللہ کی مدد کب آئے گی؟
غور سے سنو! اللہ کی مدد بہت قریب ہے"

(البقرۃ)

—— اور واقعی جب خدا کی مدد اس کے
ملائک کے جلو میں آتی ہے تو دشمن کے مکر و فریب کے تار و
پود درہم برہم کر دیتی ہے وہ ابر رحمت بن کر گرتی اور
انہیں جلا کر راکھ کر دیتی ہے کیونکہ خدا کی تدبیر ہی سب سے
زیادہ مضبوط اور کارگر ہوا کرتی ہے۔ جو مکائد شیطانی کو
تارِ عنکبوت کی طرح اڑا کر رکھ دیتی ہے

العرض تاریخ کے ایسے کئی خونیں باب اللہ تعالیٰ
کے برگزیدہ بندوں نے اپنے پاک لہو سے رقم کئے ہیں۔ یہ خونچکاں
داستانیں اپنے دامن میں ان خانوادوں کا خون اور وہ کتنا قیمتی ہوں
کو بھی [illegible] بیٹھی ہیں جو اس مبارک [illegible] آلود
[illegible] اور [illegible] اپنی [illegible] کے خون [illegible]
[illegible] پر آتے ہیں کا تصور ہی انسان کو ورطۂ حیرت
میں ڈال دیتا ہے اس پر کپکپی طاری ہو جاتی ہے وہ لرز
اٹھتا ہے کہ یا الٰہا! تیری پاک زمین میں تیرے پیاروں

پر کیا کیا ظلم روا نہ رکھا گیا۔ معصوموں پہ کیا کیا مظالم نہ
ڈھائے گئے۔ دل بے اختیار ان پیکرانِ صبر و رضا اور
کوہ وقار ہستیوں کو خراجِ محبت و عقیدت پیش کرتا ہے
کہ ان محبانِ کرام نے ایام کرب و بلا کیسی وفاداری اور
مستقل مزاجی سے گزارے تھے۔ محبوب کی راہ میں وہ عاشقِ
جانباز اگر اسیر طوق و سلاسل بھی ہو گئے تو ان زنجیروں
کو چھکڑیوں کو نہایت محبت اور پیار سے بوسہ دیتے
ہوئے انعام حبیب سمجھ کر قبول کیا۔ و للہ درّ القائل ست

"صادق آں باشد کہ ایام بلا
مے گزارد با محبت با وفا
گر قضا را عاشقے گردد اسیر
بوسہ آں زنجیر را کز آشنا"

ہر قسم کی عمارتی لکڑی کے لئے
اپنے معروف ادارہ
پاک ٹمبرز
۲۵ نیو ٹمبر مارکیٹ، راوی روڈ۔ لاہور
کو یاد رکھیے
فون: ۴۲۶۱۸

Digitized By Khilafat Library Rabwah

نہ صرف یہ بلکہ وہ جاں فروش عشقِ الٰہی میں مخمور گروہ عاشقاں دار و رسن کی آزمائش میں بھی پورا اترا اور دنیا نے بارہا یہ نظارہ دیکھا کہ ؎

کوئے دار سے نکلے تو سوئے دار چلے

اور دار پر چڑھ کر بھی وہ "حق" بات کہنے سے نہ رکے بلکہ یہ کہہ کر نہایت خوشی سے جانِ عزیز جانِ آفریں کے سپرد کر دی کہ ؎

"جان دی دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا"

اس کشتۂ تیغِ ستم بننے والے خوش نصیب اور زندۂ جاوید قافلہ کے جگر داروں میں سرِ فہرست حضرت نوحؑ کا نام نامی ہے جن کے بارہ میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"نوحؑ آدم کے بعد پہلے صاحبِ شریعت نبی تھے۔" (ترمذی حدیث شفاعت)

جب اس اولوالعزم نبی نے تشریف لا کر نعرہ توحید بلند کیا کہ تم اللہ کے سوا کسی کی پرستش نہ کرو تو اس روحانی قرنا کی برکت سے کئی مردے زندہ ہوئے اور سعید روحوں نے حضرت نوحؑ کی دعوت قبول کر لی لیکن شقی اور بدبخت لوگوں نے اس چراغِ روحانی کو گل کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا ——— ہر حربہ استعمال کیا ——— مخالفت کی انتہا کر دی ——— انہوں نے حضرت نوحؑ اور آپؑ کے متبعین کی تذلیل و تحقیر میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی وہ حضرت نوحؑ پر طرح طرح کے اعتراض کرتے: طعنے دیتے کہتے کہ تمہارے پیرو حقیر و ذلیل ہیں۔ بے شعور ہیں، کبھی آپ پر یہ الزام لگاتے کہ جاہ و منصب کی خاطر یہ ڈھونگ رچایا ہے۔ حضرت نوحؑ نہایت تحمل اور بردباری سے ان کو جواب دیتے۔ فرماتے ——— اللہ کے نام پر لبیک کہنے والوں کو میں کیونکر دھتکار سکتا ہوں اور پھر میں تم سے کسی مال یا بدلہ کا طالب بھی تو نہیں ہوں میرا بدلہ تو اللہ کے پاس ہے ؎

مجھ کو کیا ملکوں سے میرا ملک ہے سب سے جدا
مجھ کو کیا تاجوں سے میرا تاج ہے رضوانِ یار

جب اس کا بھی کوئی فائدہ نہ ہوا تو حضرت نوحؑ کو دھمکیاں دینے اور ڈرانے لگے کہ:

"اگر تو باز نہ آیا تو تجھے سنگسار کر دیں گے"

اور پھر وہ لوگ اپنی ہٹ اور ضد پر پکے ہوتے چلے گئے اور تکبر کی راہ اختیار کرتے ہوئے انہوں نے حضرت نوحؑ کی نافرمانی کی ——— اور آپ اور آپ کے ساتھیوں کے خلاف بڑی بڑی تدبیریں اور سازشیں شروع کر دیں اور دل کھول کر حضرت نوحؑ کی تکذیب کی۔

ان تمام تکالیف و مصائب کے باوجود حضرت نوحؑ کے پائے ثبات میں لغزش نہ آئی آپ بدستور تبلیغ میں مگن رہے۔ آپ اپنی قوم کی ہدایت کے لئے بے تاب اور بیقرار تھے۔ وہ دن رات انہیں دعوتِ توحید دیتے تبلیغ کا ہر ذریعہ اختیار کرتے مگر وہ قوم ایذا رسانی اور تکلیف دہی میں بڑھتی ہی چلی گئی۔ سچ ہے ؎

دعوتِ ہر ہرزہ گو کچھ خدمتِ آساں نہیں
ہر قدم پر کوہِ ماراں ہر گذر میں دشت و خار

حضرت نوحؑ نے قوم کو عذابِ الٰہی سے ڈرایا۔ انعامِ الٰہی کا وعدہ کیا۔ مگر اس سے بھی بدقسمت قوم نے کچھ فائدہ حاصل نہ کیا

Digitized By Khilafat Library Rabwah

بلکہ شوخی سے عذاب کا مطالبہ کیا ——— اور
انذار و تبشیر کے ہر مرحلہ پر قوم نوحؑ بےباکی، طعنہ زنی
استہزاء اور مخالفت میں بڑھتی چلی گئی۔ ع
مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی
اور پھر نوبت بایں جا رسید کہ وہ ظالم حضرت نوحؑ پر ہاتھ
اٹھانے لگے ———

"آپ تبلیغ کرتے تو وہ بےادبی و
گستاخی سے آپ پر ہاتھ چلاتے۔ وہ
سنگدل مارتے مارتے آپ کو بیہوش کر
دیتے جب آپ ہوش میں آتے تو پکار
کر کہتے خدا وحدہٗ لاشریک ہے اور
نوحؑ اس کا برحق رسول ——— وہ
ظلم و تعدّی میں اور بڑھ جاتے ———
ایک روز ظالموں نے حضرت نوحؑ کے گلے
میں رسّی ڈال کر گھسیٹا جس کے صدمے
سے حضرت نوحؑ تین روز تک تکلیف میں
رہے مگر حضرت نوحؑ کی دعوت توحید اور
تلقین اصلاح و ارشاد جاری رہی اور ادھر
تشدد کا زور بڑھتا گیا۔ اور اس آسمان کے
نیچے یہ ظلم بھی ہوا کہ خدا کے پیارے کو اس
کے نام پر مار مار کر اس قدر لہولہان اور انہوں
[illegible] گیا کہ [illegible]
کے [illegible] خون سے [illegible]"

(قصص الانبیاء ذکر نوح علیہ السلام ص [illegible])

"سخت دل کافر اوباشوں کو حضرت نوحؑ
کے پیچھے دوڑاتے جو آپ کے ساتھ استہزاء
کرتے پتھروں سے مارتے اور ایسا مارتے
کہ خون بہہ بہہ جاتا۔ آپ بےہوش ہو
جاتے ——— بلکہ لکھا ہے کہ آپ
پتھروں میں دب جاتے اور حضرت جبرائیل
آ کر آپ کو نکال لیتے۔"

(تفریح الاذکیاء فی احوال الانبیاء، جلد اول صفحہ ۱۵۱-۱۵۲)

یہ تمام ہولناک مظالم نجی اللہ حضرت نوحؑ پوری
جوانمردی، صدق و استقلال اور صبر و رضا سے برداشت کرتے
رہے۔ مگر جب بارگاہِ ایزدی سے حکم صادر ہوا کہ اب قوم نوحؑ
کوئی ایمان نہ لائے گا۔ تو حضرت نوحؑ نے اس متکبر اور ظالم
قوم کے ایمان سے مایوس ہو کر آستانۂ الوہیت پر سر رکھ

نئے لاؤڈ سپیکر
اور ان کے جملہ سامان کے لئے آپ کی
اپنی دوکان
چوہدری ٹریڈرز
۶ - ہال روڈ - لاہور
پورے اعتماد کے ساتھ بارعایت اعلیٰ کوالٹی کا سامان خریدئیے
فون: ۲۱۲۳۸۶

Digitized By Khilafat Library Rabwah

آہ و زاری شروع کی۔ آپ نے اندھیری راتوں کی متضرعانہ دعاؤں سے تقدیر کے تاروں میں ایک جنبش پیدا کر دی۔ انھوں نے بارگاہِ رب العزت میں عرض کی ـــ

(۱) "اے میرے رب! میری قوم نے (خوب کھل کھول کر) مجھے جھٹلایا ہے پس تو میرے اور ان کے درمیان ایک قطعی فیصلہ کر اور مجھے اور میرے ساتھی مومنوں کو (دشمن کے) شر سے بچا لے۔" (الشعراء)

(۲) "اے میرے رب! مجھے دشمن نے مغلوب کر لیا ہے پس تو میرا بدلہ لے" (القمر)

(۳) "اے میرے رب! زمین پر کافروں کا کوئی گھر باقی نہ رہنے دے اگر تو ان کو اسی طرح چھوڑ دے گا تو یہ تیرے دوسرے بندوں کو بھی گمراہ کریں گے اور وہ فاجر اور کفر کرنے والے کے سوا کوئی بچہ نہیں جنیں گے۔" (نوح)

چنانچہ سمیع الدعوات اور مجیب خدا نے حضرت نوحؑ کی الحاح و زاری سنی اور خوب سنی۔ غیرتِ خداوندی جوش میں آئی۔ غضبِ الٰہی بھڑکا اور عذابِ الٰہی کا فیصلہ ہو گیا۔ حضرت نوحؑ کو کشتی بنانے کا ارشاد ہوا۔ تاکہ آپ اور آپ پر ایمان لانے والے موعود عذاب سے بچ سکیں مگر قوم کی شوخی اور تکبر کا یہ حال تھا کہ مذاق اور تمسخر اس کا وطیرہ بن چکا تھا۔ وہ جب حضرت نوحؑ کے پاس سے گزرتے تو آوازے کستے "لو حضرت کشتی بنا رہے ہیں" کشتی تکمیل ہو گئی اور آخر قوم کے

شمر کا وقت آ گیا۔ دجلہ و فرات میں سیلاب کی طغیانی آیا۔ حضرت نوحؑ اور آپ کی جماعت اللہ کا نام لے کر کشتی میں سوار ہو گئی۔ طوفان بدتمیزی برپا کرنے والوں کو عذابِ الٰہی کے طوفان نے تہس نہس اور ملیا میٹ کر کے رکھ دیا۔ ہر شے اس کی لپیٹ میں آ گئی کہ جنہوں نے خدا کا نام لے کر "ما کشتی در آب انداختیم" کا نعرہ لگاتے ہوئے اسے طوفانی لہروں کے حوالے کر دیا تھا۔ اور کشتی نوحؑ بزبانِ حال پکار پکار کر یہ کہہ رہی تھی۔

"بے دولت آنکہ در رہیا نمند ز لنگرم"

الغرض پانی چالیس دن اور چالیس رات برستا رہا۔ ۱۵۰ دن تک زمین پر پانی رہا۔ (پیدائش) اور حضرت نوحؑ کی کشتی جودی پہاڑ (ارراط) پر بخیروعافیت لنگر انداز ہو گئی۔

یہ تھا انجام اس شوخ اور متکبر، مکذب اور ظالم قوم کا جس نے خدا کے ایک پیارے پر ناحق ظلم کیا اور اسے کربِ عظیم میں مبتلا کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

"اور نوحؑ نے ہمیں پکارا اور ہم نے اس کی پکار خوب سنی۔ اور اسے کربِ عظیم سے نجات دی۔"

اور ذرا تصور کیجئے کہ حضرت نوحؑ کے لئے یہ مصیبت کیا کم تھی کہ خدا کی خاطر اپنی بیوی اور بیٹے سے جدائی اختیار کر لی۔ ان کی آنکھوں کے سامنے ان کا بیٹا طوفان کی نذر ہو گیا۔ حضرت نوحؑ نے شفقتِ پدرانہ کے باوجود محض خدا کی خاطر پیارے لختِ جگر کو طوفانی موجوں کے سپرد کر دیا۔ اسے لقمۂ اجل بنتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھتے رہے اور اپنی بیوی کو بھی بچشمِ خود ہلاک ہوتے دیکھا۔ مگر صبر کی انتہا

Digitized By Khilafat Library Rabwah

سالانہ انعامی مقابلہ مقالہ نویسی

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے زیر اہتمام ہر سال مقالہ نویسی کا ایک انعامی مقابلہ کروایا جاتا ہے جس میں اوّل - دوم، سوم آنے والے مقالوں پر نقد انعام دیئے جاتے ہیں - امسال مقالہ کا مندرجہ ذیل عنوان ہے:

• سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم

(تبلیغ اسلام)

مرکز میں مقالہ پہنچنے کی تاریخ ۳۰ رجون سے بڑھا کر ۳۱ ر جولائی ۱۹۷۶ء کردی گئی ہے۔ مقررہ تاریخ کے بعد موصول ہونے والے مقالے مقابلے میں شامل نہیں کیے جائیں گے۔

شرائط :-

- الفاظ کم از کم ۱۰ ہزار اور زیادہ ۱۵ ہزار مقررہ تعداد سے کم یا زیادہ ہونے کی صورت میں مقالہ معیار کے مطابق نہ سمجھا جائے گا۔
- مقالہ کے آخر میں ان کتب کی فہرست ضرور دیں جن سے استفادہ کیا گیا ہو۔

قائدین مجالس خدام سے گزارش ہے کہ زیادہ سے زیادہ نوجوانوں کو مقالہ لکھنے کی تحریک فرمائیں۔

نوٹ: مقالہ نگار حضرات مرکز سے رابطہ کر کے مقالہ سے متعلق کتب کی فہرست طلب فرما سکتے ہیں

محمد اسلم صابر
مہتمم تعلیم خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ

غزل

جناب عبدالکریم قدسی

ہر بشر قلاّش ہو کر رہ گیا
چلتی پھرتی لاش ہو کر رہ گیا

غور سے پڑھتا ہوں ہر چہرہ کو میں
آدمی اوباش ہو کر رہ گیا

جذب کی ہیں میں نے اتنی تلخیاں
کڑوے پھل کی قاش ہو کر رہ گیا

دہر کے گنجان قبرستان میں
ایک زندہ لاش ہو کر رہ گیا

زندگی عہدِ گراں میں ہے عزیز
میں بھی کیا عیّاش ہو کر رہ گیا

بازی تو کون قدسی کھیلت
میں پرانی تاش ہو کر رہ گیا

○

Digitized By Khilafat Library Rabwah

ساتویں قسط

"سفر ہے شرط مسافر نواز بہتیرے"

جناب ڈاکٹر پرویز پروازی - ایم اے پی ایچ ڈی - اوساکا (جاپان)

کوبے شہر یا قصبہ

کوبے ـــــــ اوساکا کے نواح کا قصبہ ہے۔ "قصبہ" سے مراد ہے اس کی آبادی لائلپور سے دُگنی ہے۔ یہاں ہندوستانی بہت ہیں۔ سکھ اور ہندو، ساڑھیاں، تلک اور ہاتھ جوڑ کر سلام کرنے کے مناظر بہت ہیں۔ ہمیں دو تین بار اپنے برصغیر کی شکلیں نظر آئیں تو ہم نے انھیں روک کر اردو میں بات کرنا چاہی مگر وہ اُردو کم جانتے ہیں اور جاپانی زیادہ۔ مدتوں سے یہ لوگ یہاں مقیم ہیں۔

کوبے میں مسجد بھی ہے۔ خاصی عظیم الشان ـــ خوبصورت ـــــــ راشد صاحب تشریف لائے تو ہم مسجد دیکھنے کے لئے گئے۔ ہمدان فیملی ساتھ تھی۔ نماز مغرب کا وقت تھا مگر تالا پڑا ہوا تھا۔ متولی سے کہہ کر مسجد کھلوائی۔ اندر سے اور زیادہ خوبصورت تھی۔ فرش پر قالین دیواروں پر طغرے! اونچا سا کار چوبی کا منبر۔ مرکزی فانوس پُراثر گنبد کشادہ۔ معلوم ہوا کہ عیدین کے موقعے پر کھولی جاتی ہے یا کبھی کبھی جمعہ کے روز۔ رمضان میں البتہ تراویح بھی پڑھی جاتی ہیں۔ اس عید کے موقع پر بہت حاضری تھی یعنی تین سو کے قریب کیونکہ کسی عرب ملک کا بحری جہاز ان دنوں کوبے کی بندرگاہ میں لنگر انداز تھا وہ لوگ بھی عید کے لئے آگئے تھے۔ عام طور پر حاضری سو اور ایک سو پچاس کے لگ بھگ ہوتی ہے۔

یہ مسجد تُرکوں نے تعمیر کروائی تھی غالباً اس صدی کے آغاز میں۔ امام بھی تُرک ہیں۔ اب لیبیا کی حکومت نے طرابلس سے کچھ قرّاء حضرات کو یہاں بھیجا ہے جو کچھ عرصہ یہاں قیام کر کے قرآن سکھائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں میں برکت ڈالے۔

جاپانی زبان میں اسلام کے بارہ میں کچھ بنیادی لٹریچر بھی موجود تھا۔ الحمد للہ! امام صاحب موجود نہ تھے ان سے ملاقات کے لئے ہفتہ بھر کا نوٹس درکار تھا جو ہم چار گھنٹوں کے قیام کی وجہ سے نہیں دے سکتے تھے۔ دیکھئے شاید کبھی ان سے بھی ملاقات ہو جائے! دلچسپ خادمۂ مسجد بڈھی تھی ـــــــ اپنا گھر بار کوئی نہیں خدا کے گھر میں رہتی ہے۔ حسن رہتاسی مرحوم یاد آگئے۔ ع

Digitized By Khilafat Library Rabwah

"سمجھا ہے جب سے گھر اپنا خدا کے گھر میں بیٹھے ہیں"

پہلے کسی بزدہ ممندہ کی خادمہ تھی اب مسجد کی خادمہ ہے۔ یہ کہہ کر وہاں سے آ گئی ہو گی کہ ؎

"اب تو جاتے ہیں بُت کدہ سے میرؔ
پھر ملیں گے اگر خدا لایا"

آزادیٔ صحافت

آزادیٔ صحافت کا نام تو بہت سنا تھا۔ یہاں آ کر معلوم ہوا کہ آزادیٔ صحافت "کس چڑیا" کو کہتے ہیں۔ اخبارات جو چاہتے ہیں لکھتے ہیں اور کوئی نہیں پوچھتا کہ "تمہارے منہ میں کے دانت ہیں اور یہ کیا دانتا کل کل لگا رکھی ہے؟"

ابھی پچھلے دنوں بادشاہ سلامت کے بارہ میں تین نہایت دقیق اور جامع مضامین شائع ہوئے جن کا لبِّ لباب یہ تھا کہ "اس دور میں آخر بادشاہ سلامت کیوں تخت پر دھرے رکھے ہیں؟ ان کا وجود یا جود ملک و ملت کے کس کام آتا ہے؟ اور پھر ان کے بعد ایک ولی عہد بھی بادشاہ بننے کا انتظار کر رہا ہے ــــــ یہ سلسلہ کب تک چلے گا ــــــ ؟" وغیرہ وغیرہ

کچھ جستہ جستہ دلچسپ باتیں قارئین کی ضیافتِ طبع کے لئے عرض کرتا ہوں۔ مثلاً مضمون نگار کا ارشاد تھا کہ پچھلے دنوں بادشاہ سلامت امریکہ تشریف لے گئے تو وہاں ایک جگہ بچوں کو پیار کیا۔ مگر جاپانی بچے ظلِّ سبحانی کے پیار سے محروم ہیں۔ یہاں تو اگر بادشاہ کو باہر نکلنا ہوتا ہے تو پولیس اور محافظین دستے عوام کا ناطقہ بند کر دیتے ہیں ــــــ آخر کیوں؟

قبلہ گاہی ایک جگہ دورہ پر تشریف لے گئے تو جس ہوٹل میں ٹھہرے اس ہوٹل کے ملازمین کو ایک مہینہ پہلے سے جراثیم سے محفوظ رکھنے کے انتظامات کئے گئے۔ ہر روز ان کا معائنہ کیا جاتا اور دوائیں دی جاتی تھیں۔ ہوٹل کی صفائی کے لئے بے پناہ اخراجات ہوئے کہ صفائی کروانے والوں کا صفایا ہو گیا۔ سرکاری خزانہ پر یہ غیر ضروری بوجھ کیوں ڈالا گیا ــــــ ؟

حضور ظلِّ سبحانی۔ اس ضعیفی میں سال بھر میں تین ہزار خطوط پر مہریں لگاتے ہیں۔ پارلیمنٹ کے بلوں کی توثیق کرتے ہیں اور اپنے خاص موضوع یعنی بحری حیاتیات پر اپنے تین رفقائے کار سمیت تحقیقات کرتے ہیں اور دس بارہ ملاقاتیوں کو ملاقات کا شرف بخشتے ہیں ــــــ یہ

ہر قسم کے • ریڈیو • ٹیلیویژن • ریفریجریٹر
• ایئرکنڈیشنرز اور • سوئی گیس کے چولہوں
وغیرہ کی خرید و فروخت و مرمت کے لئے

محمود
ٹیلیویژن کمپنی

۲۱ ہال روڈ لاہور
(فون: ۵۲۸۲۱)

Digitized By Khilafat Library Rabwah

کتنا ظلم ہے کہ ایک بوڑھے شخص کو سال بھر میں اتنا کام کرنا پڑتا ہے۔ کیا بہتر نہیں کہ اب وہ آرام فرمالیں؟ اور باقی عمر یادِ خدا میں بسر کریں؟

اور ولی عہد اور ان کی شہزادی مچیکو سوائے اپنے دو بچوں کی دیکھ بھال کے اور کون سا کارنامہ انجام دے رہے ہیں؟

ہم یہ مضمون پڑھ کر تو کافی پریشان ہوئے کہ یہ اخبار والے اتنی دریدہ دہنی کا مظاہرہ کر رہے ہیں کوئی تو انہیں لگام دے گا ——— مگر کچھ نہیں ہوا۔

ہم نے تفنن کے طور پر راشد صاحب سے کہا کہ شہنشاہ کی ذات پر جو حملے ہو رہے ہیں کل کلاں یہ مطالبہ بھی کیا جا سکتا ہے کہ جاپان میں زمین کی قلت ہے اور رہائشی سہولتوں کا فقدان ہے لہٰذا بادشاہ سلامت جو اتنا وسیع و عریض محل سنبھالے بیٹھے ہیں ان سے لے لیا جائے ———،

راشد صاحب نے فرمایا کہ کل کلاں نہیں۔ یہ بحث بھی اخبارات میں مدتوں سے چل رہی ہے بلکہ معاملہ "ڈائٹ" یعنی پارلیمنٹ تک پہنچ چکا ہے۔ اب دیکھئے اس کا نتیجہ کیا نکلتا ہے؟ ہم

"ہو رہے گا کچھ نہ کچھ گھبرائیں کیا"

امریکی طیاروں کے ایجنٹ

آج کل جاپانی ہم سے منہ چھپائے پھرتے ہیں تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ امریکہ کی ایک طیارہ ساز کمپنی ہے لاک ہیڈ (Lock Heed) اس کمپنی نے اپنے طیاروں کی فروخت کے لئے مختلف ملکوں میں اپنے ایجنٹ پال رکھے تھے۔ امریکہ کی سینیٹ کو اس کی بھنک پڑ گئی۔ لیس اللہ دے اور ریزہ لے۔ انہوں نے Lock Heed والوں کے بخیئے ادھیڑ کر رکھ دیئے۔ اور بخیئے ادھڑے تو ان میں سے وہ ایجنٹ نکل پڑے جو مختلف ملکوں میں میٹھے رشوتیں کھاتے، کھلاتے اور طیاروں کی فروخت کے سامان پیدا کرتے تھے۔ ان میں سے کچھ ایجنٹ جاپان کے بھی تھے ——— آج کل اخبارات کی شہ سرخیاں انہیں کے گن گاتی نظر آتی ہیں۔ آیئے آپ کا ان حضرات سے تعارف کرائیں!

محنتانہ اور بے خوابی

ایک صاحب ہیں مسٹر کدامہ ——— نام تو خوب ہے ——— ان حضرت نے اس کمپنی کے طیاروں کی فروخت کے لئے جاپان میں فضا ہموار کی۔ اور "محنتانہ" کے طور پر صرف ستر لاکھ ڈالر یعنی محض دو ارب ین وصول پائے اور ڈکار گئے۔ "فضا ہموار" کرنے کا مطلب بہت سادہ ہے یعنی فضا ہموار کرنا ——— جاپان کی ایئرفورس والے کسی اور کمپنی کے طیارے خریدنا چاہتے تھے کدامہ صاحب نے خدا معلوم کیا گیدڑ سنگھی استعمال کی کہ حکومت والے ان طیاروں کو چھوڑ کر اس کمپنی کے طیاروں پر لٹو ہو گئے ——— سودا ہو گیا ———

اب کدامہ صاحب بچارے مدفہ تنقید بنے ہوئے ہیں عجیب لگ گئے ہیں۔ ستر برس کے بوڑھے کو چین سے نہیں بیٹھنے دیتے ——— اخبارات میں پہلا

Digitized By Khilafat Library Rabwah

صفحہ آج کل ان حضرات کے لئے مخصوص ہے۔ ع

"جس کو چاہے خدا نصیب کرے"

یہ حضرت امریکی سینیٹ کے سنسنی خیز انکشافات پر پہلے تو کچھ دن اپنے محل سے غائب رہے اور پھر اچانک ایک دن ان کے ذاتی ڈاکٹر کو فون آیا کہ "مریض کی حالت خراب ہے معائنہ کرو!" ڈاکٹر صاحب نے معائنہ کے بعد سرٹیفکیٹ جاری فرمایا کہ میرے مریض کو بے خوابی کا مرض لاحق ہے اور بیداری میں ڈراؤنے خواب دیکھتے ہیں اپنی Hellucinations کا شکار رہے۔ ان سے کسی بھی طرح پوچھ گچھ کرنا مناسب نہیں

لہٰذا، جاپانی پارلیمنٹ میں آج سے جو پوچھ گچھ کا سیشن شروع ہوا ہے۔ اس میں اور لوگ تو موجود ہیں، کودامہ صاحب نہیں ہیں ـــــ

سکون واطمینان

دوسرے صاحب ہیں مسٹر اوساتو ـــــ

ان صاحب کی تعریف یہ ہے کہ خود اپنی محنت سے ایک غریب مزدور سے ترقی کر کے ارب پتی بنے ہیں۔ آج کل جاپان کی ایئرلائن کے بڑے حصہ دار ہیں اور امریکہ کے بڑے بڑے ہوٹلوں کے مالک ہیں۔ ان حضرت نے بھی جاپان ایئرلائن کے لئے Lock Heed والوں سے TR1-Star جیٹ خریدنے کے لئے فضا ہموار کی اور دس کروڑ ین وصول کئے۔ غلطی یہ ہوئی کہ رسید دیتے وقت یہ رسید لکھی کہ ـــــ

"سو مونگ پھلیاں وصول پائیں۔"

مطلب یہ تھا کہ سو ملین ین وصول پائے۔ اتنی سی بات پر یہ صاحب "ڈائٹ" کے سامنے جواب دہی کرتے پھر رہے ہیں۔ آج سارا دن یہ کارروائی عین ڈائٹ کے اجلاس کے دوران ٹی وی سے نشر ہوتی رہی ہم نے بھی دیکھا ـــ اوساتو صاحب اتنے سکون سے سوالات کا جواب دے رہے تھے جیسے کچھ ہوا ہی نہیں ـــــ چونکہ یہ دونوں حضرات، برسراقتدار پارٹی کے رکن ہیں اور ایک سابق وزیراعظم کے قریبی دوست ہیں اس لئے اپوزیشن والوں کی چاندی ہے

تیسرے صاحب ہیں جو جاپان کی ایک مشہور و معروف کمپنی ماروبینی کے چیئرمین ہیں یہ کمپنی لاک ہیڈ والوں کی باقاعدہ ایجنٹ ہے اور طیاروں پر باقاعدہ کمیشن وصول کرتی ہے۔ صرف بعض رسیدوں پر یہ لکھنے کی گنہگار ہے کہ "سو وصول پائے" اور "دو سو وصول پائے"۔

Digitized By Khilafat Library Rabwah

اب یہ بھگت رہے ہیں کہ سو سے کیا مراد ہے اور دو سو سے کیا مراد ہے؟ اور اگر یہ رقم ہے تو انکم ٹیکس کیوں ادا نہیں کیا؟

آج کل کسی جاپانی سے "مونگ پھلی" کا بھاؤ نہ پوچھیے۔ یہ لوگ اس بے ضرر سے نام سے بدکتے ہیں اور خواہ مخواہ شرمندہ ہو جاتے ہیں۔

امریکہ بھی عجیب ملک ہے۔ وہاں کی سینیٹ میں جو انکشافات ہوتے ہیں وہ باقی ملکوں کو ہلا کر رکھ دیتے ہیں۔ چنانچہ لاک ہیڈ والوں نے جاپان، ہالینڈ، یونان اور ہمارے بھائی ترکی کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔ اور ہالینڈ کے تو شہزادہ برنہارڈ باقاعدہ ملوث پائے گئے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب! ——— "ڈاٹ" والے آج کل یہ پوچھتے پھرتے ہیں کہ جو رقم باہر سے آئی وہ کس کس کو دی گئی؟ اور کتنی کتنی دی گئی؟ یعنی ؎ کس کس کی مہر ہے سرِ محضر لگی ہوئی۔

؎

"دیکھیے اس بحر کی تہ سے اچھلتا ہے کیا
گنبدِ نیلوفری رنگ بدلتا ہے کیا!"

قربانی

پرسوں ہم سہ پہر کے قریب گھر سے نکلے تو شہر کو عجیب و غریب قسم کی ہلچل نظر آئی۔ ایک دو جگہ دیواروں پر پوسٹر دکھائی دیے اور اخبارات کے ضمیمے دھڑا دھڑ بکتے معلوم ہوئے۔ ٹی وی پر بھی بار بار 'کدامہ' 'کدامہ' کا نام سنائی دیا۔ ہم شش و پنج میں مبتلا تھے کہ "یہ کیا ہو رہا ہے یہ کیوں ہو رہا ہے؟" پوسٹروں اور ضمیموں میں کدامہ صاحب کی تصویر اور ایک چھوٹے ہوائی جہاز کی تصویر چھپی ہوئی تھی ہم نے اندازہ لگایا کہ کدامہ صاحب اس طیارہ میں ملک سے فرار ہو گئے ہوں گے۔ ایک دو ساتھیوں کو فون کیا۔ وہ اتفاق سے گھروں پر نہیں تھے۔ غالباً اخبارات کے ضمیمے خریدنے کے لیے گھر سے باہر گئے ہوئے تھے ——— رات بھر بے چینی رہی بلکہ خواب میں بھی ضمیمے نظر آئے۔ صبح اُٹھتے ہی لپک کر انگریزی کا اخبار اٹھایا اور شہ سرخی سے لیکر آخر تک پڑھ گئے۔ حد ہو گئی صاحب اس قوم کی بھی۔ آپ اتنے بے چین کیوں ہو رہے ہیں؟ صبر کیجیے ابھی ہم سب کچھ آپ کو بتائے دیتے ہیں۔

ہُوا یوں کہ ایک انتیس سالہ نوجوان فلم ایکٹر نے فلائنگ کلب کا چھوٹا سا طیارہ لیا اور مزے سے ٹوکیو کے اوپر چکر لگاتا ہوا کدامہ صاحب کے دولت کدہ پر آیا۔ دو چار بار گھوم کر دیکھا اور عین اس منزل میں جہاں کدامہ صاحب کا سونے کا کمرہ ہے طیارہ سمیت کود گیا۔ اس شخص نے جاپان کی شہرت اور عزت کو داغدار کیا ہے لہٰذا میں اپنی جان کی قربانی دے کر اپنے ملک کو اس شخص کے وجود سے پاک کر رہا ہوں ———

مگر کدامہ صاحب قسمت کے دھنی نکلے۔ حملہ آور تو طیارہ سمیت راکھ ہو گیا کدامہ صاحب بچ گئے۔ عمارت کو معمولی سا نقصان پہنچا مگر سب لوگ "بخیر و عافیت ہیں۔ اور دیگر جاپانیوں کی خیریت نیک مطلوب ہے۔"

"کامی کازے"

اس قسم کے حملے کو جاپانی "کامی کازے" کہتے ہیں "کامی" خدا کو کہتے ہیں اور کازے "ہوا" کو۔ صدیوں پہلے

Digitized By Khilafat Library Rabwah

جب چینیوں نے جاپان پر حملہ کرنا چاہا تو ان کی فوجیں عین سمندر کے درمیان طوفان کی نذر ہو گئیں اور ان کا بیڑا غرق ہو گیا۔ لہٰذا اس طوفانی ہوا کو جاپانیوں نے "کامی کازے" کا نام دیا۔ بعد میں دوسری جنگِ عظیم کے موقعہ پر جب بری فوج کو ہوائی فوج کی مدد کی ضرورت پڑی تو ایک کامی کازے سکواڈ بنایا گیا۔ جسے عرفِ عام میں خودکشی سکواڈ (Seucide Squad) کہتے ہیں۔ یہ لوگ جہازوں سمیت دشمن کے لشکروں میں کود پڑتے تھے اور ان کو تہس نہس کر دیتے تھے۔ برطانیہ کے مشہور طیارہ بردار جنگی جہاز "پرنس آف ویلز" کو بھی انہی کامی کازے سکواڈ والوں نے غرق کیا تھا یعنی سپاہی اپنے بدن پر بم باندھ کر اس کی چمنیوں میں کود گئے تھے۔

ان حضرت نے بھی کامی کازے کی وردی پہن رکھی تھی اور کودنے سے پیشتر باقاعدہ کامی کازے کا مخصوص نعرہ "بادشاہ سلامت زندہ باد" بھی لگایا تھا۔ آج کل اخبارات میں ان کے اس کارنامے کا چرچا ہے۔ لعنت ملامت بھی ہو رہی ہے اور تحسین و آفرین کے ڈونگرے بھی برس رہے ہیں۔ آخر ہر شخص کو اپنی رائے کا اظہار کرنے کی آزادی ہے ـــــ نوجوان خوش ہیں ـــــ ادھیڑ عمر کے لوگ ـــــ "نیم دروں نیم بروں" ہیں اور بوڑھے ـــــ؟ معاف کیجئے کسی بوڑھے سے ابھی ملاقات نہیں ہوئی ورنہ اس نکتہ بارہ میں بھی ہم عرض کر سکتے ـــــ ۔ ۔۔

(باقی آئندہ)

ضروری تصحیح

خالد کے ماہ مئی ۱۹۷۶ء کے شمارہ میں سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ منعقدہ ۱۸ اپریل ۱۹۷۶ء کی نمائندگی مجالس و خدام کا ضلع وار و مجلس وار گوشوارہ شائع ہوا ہے جس میں بعض مجالس کی تعداد کم درج ہو گئی ہے۔ اصل تعداد درج ذیل ہے:

(۱) مجلس گوجرانوالہ شہر ـــ ۴۰ خدام
(۲) " مسجد نور راولپنڈی صدر ـــ ۴۲ "
(۳) " ہری پور ہزارہ ـــ ۲ "

نوٹ: اگر کسی مجلس کی نمائندگی ہوئی ہو لیکن نام درج ہونے سے رہ گیا ہو یا تعداد کم درج ہوئی ہو تو مطلع فرمائیں تاکہ تصحیح کی جا سکے۔ (معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

اسلام کی شاندار دینی ترقی کا آئینہ دار

ربوہ کا

تحریک جدید

آپ خود بھی یہ ماہنامہ پڑھیے
اور غیر احمدی دوستوں کو بھی پڑھائیے!

چندہ سالانہ
پانچ روپے

(مینیجر تحریک جدید ربوہ)

Digitized By Khilafat Library Rabwah

کہسار سے آنکھ مچولی ۔۔۔۔ قسط ۲

جناب ل۔ خ ملک۔ ہری پور ہزارہ

اگلا سفر بہت آسان تھا۔ نہ گرمی تھی اور نہ چڑھائی۔ فاصلہ بھی زیادہ باقی نہیں تھا اس لئے ہم اطمینان سے ماحول کا لطف اٹھاتے جا رہے تھے۔ اچانک رشید صاحب نے متوجہ کیا۔ دیکھتے ہیں کہ بہت سے بندر سڑک سے دور بھاگے جا رہے تھے۔ کچھ دور جا کر رک گئے اور ہماری طرف نہایت غور سے دیکھنے لگے۔ شاید وادی کے ان عزیزوں کو ہمارا آنا کچھ پسند نہیں آیا تھا۔ ارشاد صاحب نے خاموشی کی برف توڑنے کے لئے ایک پتھر پھینکا تو چند بڑے بڑے بندر غصہ میں آگئے اور غرانے لگے۔ ہم نے معاملے کو یہیں ختم کرنا مناسب سمجھا کیونکہ ہم دو تین تھے اور وہ تین درجن سے بھی زیادہ۔ پھر ایک اور بات بھی تھی۔ چند سال پہلے ہم نتھیا گلی سے ایوبیہ جاتے ہوئے ایک جگہ فوٹو کھینچنے کھڑے ہوئے تو اچانک ایک بڑا سا پتھر دھم سے میرے پاس آ گرا۔ میں محض خدا تعالیٰ کے فضل سے انچوں کے فرق سے بچا۔ اوپر دیکھا تو ایک موٹا بندر ڈھلوان پر بھاگا جا رہا تھا۔ اور اس کے ساتھی اوپر کھڑے یہ تماشہ تحسین آمیز نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ الغرض اس سلوک کی یاد نے مجھ پر ایک کپکپی سی طاری کر دی اور ہم وہاں سے کھسک گئے۔

موسیٰ کا مصلیٰ

جلد ہی ہم ایک کھلے میدان میں پہنچ گئے۔ معمولی سی ڈھلوان والا سرسبز گھاس سے ڈھکا ہوا یہ میدان تکونی شکل کا تھا۔ اوپر چوڑائی زیادہ تھی جو نیچے بتدریج کم ہوتی چلی گئی تھی۔ کناروں پر گھنے جنگلات سے پٹی ہوئی پہاڑی ڈھلوانیں تھیں۔ مغرب میں ایک برف پوش چوٹی ڈھلتے ہوئے سورج کی کرنوں سے چمک رہی تھی۔ یہ "موسیٰ کا مصلیٰ" نامی چوٹی ۱۳۴۰۰ فٹ اونچی تھی۔ جس پر چڑھنے کی خواہش دل میں باقی ہے۔ میدان کی اطراف میں چھوٹے بڑے چشمے بہہ رہے تھے۔ درمیان میں ایک خوبصورت عمارت کھڑی تھی۔ یہ شوگراں کا ٹورسٹ ہوسٹل (۸۰۰۰ فٹ) تھا۔ ایسی عمارت کیلئے

Digitized By Khilafat Library Rabwah

اس سے بہتر جلی وقوع شاید ہی ممکن ہو!

شنڈاں یوتھ ہوسٹل کا بیرونی محل وقوع مجھے بہت ہی پسند ہے۔ مجھے سارے ہزارہ میں اس سے بہتر جگہ نظر نہیں آئی ـــــ دیدہ باید!

شنڈاں سب سے خوبصورت مقام ہو نہ ہو۔ پُرسکون یقیناً سب سے زیادہ ہے۔ قریب کوئی آبادی نہیں۔ سڑک ابھی تک کچی ہے اور بہت کم لوگ پیدل آنے کی زحمت گوارا کرتے ہیں۔ میں وہاں تین بار جا چکا ہوں۔ مگر ایک دفعہ بھی مجھے وہاں پہلے سے ٹھہرا ہوا کوئی سیاح نہیں ملا۔ میرے خیال میں شنڈاں کے مخصوص ماحول پر سب سے اچھا تبصرہ ہمارے ایک ساتھی مختار احمد صاحب نے کیا تھا۔ شنڈاں پہنچے۔ اِدھر دیکھا اُدھر دیکھا۔ نہ کوئی بندہ نظر آیا نہ "بندے کی ذات"۔ اداس سے ہو گئے اور بے ساختہ فرمایا: ـــــ

"ایتھے تے کوئی گپ شپ نہیں"۔

پھر بیہ سوچتے ہوئے کہ اب یہاں وقت کیسے گذرے گا فرمایا: ـــــ

"اسیں تے بالکل بے پرت گرامے ہو گئے آں!"

شنڈاں زبانِ حال سے ہر آنے والے کو کہتا ہے کہ جب یہاں پہنچنے کے لئے تکلیف اٹھائی ہے تو دو چار روز یہاں رکو مگر ہمارے مقررہ پروگرام کا ایک رات سے زیادہ ٹھہرنے کی گنجائش نہ تھی۔ چوکیدار نے بھی بتایا کہ لوگ یہاں کم آتے ہیں مگر جو آ جاتے ہیں وہ دو تین روز ضرور رکتے ہیں اور اکثر ان میں سے موسیٰ

کا مصلّی پر نماز پڑھنے بھی جاتے ہیں۔ آئندہ ہم نے بھی ایسا ہی کرنے کا فیصلہ کیا۔

چھوٹی سی خوشی

چوکیدار کے لڑکے نے بہت رعایت کرتے ہوئے بھی ایک چوزے کے دس روپے (جسے وہ مُرغا کہنے پر مصر تھا) ہم سے دگنے دام وصول کئے لیکن ہم مجبور تھے۔ رشید اللہ صاحب جو اس سفر کے دوران ہمارے "سرکاری معالج" تھے۔ فیصلہ فرما چکے تھے کہ آج کی چڑھائی میں ہمارے اعضاء کی جس قدر ٹوٹ پھوٹ ہوئی ہے ان کی مرمت آج رات مرغے کے پروٹین سے ضروری ہے۔ ورنہ یہ گاڑیاں کل صبح زیادہ لمبے سفر کے لئے سٹارٹ نہیں ہوں گی۔ ناچار دوا سمجھ کر یہ چوزہ کھانا پڑا۔ ہماری خوش قسمتی ملاحظہ ہو کہ یہ دوائی لذیذ نکلی۔

لڑکے کا گلا بے طرح سے پھولا ہوا تھا۔ میں تو سمجھا تھا کہ مہمانوں سے چوزوں کی قیمت طے کرتے وقت گلا پھلا پھلا کر جھگڑنے کا نتیجہ ہے مگر ہمارے ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ یہ گلہڑ ہے اور مقامی پانی میں فلورائیڈز کی کمی اس کا باعث ہے۔ نسخہ ڈاکٹر صاحب نے مفت لکھ دیا۔

یوتھ ہوسٹل کی لائبریری دیکھی۔ چھ سات کتابیں میں نے بستر کے پاس رکھ لیں۔ نہ جانے کتنی دیکھی تھیں کہ سو گیا۔ چوکیدار نے ہم سے پوچھا تھا کہ کتنے کمبل کافی ہوں گے۔ ہم نے سوچا دو دو کافی ہیں اس نے تین تین دے دیئے۔ بارہ ایک بجے جاگ آئی تو سردی سے کانپ رہا

Digitized By Khilafat Library Rabwah

تھا۔ معلوم ہوا تین کمبل کافی نہیں تھے مگر اس وقت کیا ہو
سکتا تھا۔ سو جانے کی کوشش کی مگر کچھ دیر بعد پھر سردی
کی ایک نئی لہر نے جگا دیا۔ میں سوچ رہا تھا کہ دوسرے
ساتھیوں کا نہ جانے کیا حال ہے۔ صبح معلوم ہوا کہ سب
ایک ہی کشتی میں سوار تھے۔ سوچا یہ سردی بار بار کس وجہ
سے جگا رہی ہے۔ اٹھا اور نماز پڑھی۔ پھر دعائیں کرتا رہا۔
طلوع فجر کے لئے بہت انتظار کرنا پڑا۔ ہم "سویرے" ہی
نماز سے فارغ ہو گئے اور لڑکے کو ناشتہ تیار کرنے کے لئے
جگانے لگے وہ چونکہ مریض بچ کر سویا تھا اس لئے باوجود
ہمارے شور و غل کے نہ جاگا۔ آج کے ۲۰ میل لمبے سفر پر
جلد سے جلد روانہ ہونے کے لئے ہم نے خود ہی ناشتہ
تیار کرنا شروع کر دیا۔ بعد میں لڑکا جاگا تو ہمارے اتنی
قدر سویرے جاگنے پر حیران تھا اور شکوہ کر رہا تھا کہ ہم
نے اس کی نیند خراب کی ہے اس نے بتایا کہ یہاں آنے
والے مہمان آٹھ نو بجے سے پہلے کبھی نہیں جاگتے۔

شراں سے کاغان

ساڑھے ۶ بجے ہم شراں سے کاغان کے لئے
روانہ ہوئے پہلے تو کل کی اتری ہوئی چڑھائی چڑھنی شروع
کی۔ کاش نہ اترے ہوتے۔ گھنے جنگل میں سے بغیر کسی
راستے کے یہ چڑھائی ڈیڑھ گھنٹے میں طے ہوئی اور باوجود
سخت سردی کے پسینے سے شرابور ہو گئے۔ جب جنگل ختم
ہوا تو جبہ گلی (Jabba gali) جانے والے کھلے راستے
پر پہنچ چکے تھے۔ مجھے یاد آیا کہ تیرہ سال قبل محترم چوہدری
محمد علی صاحب کی راہنمائی میں یہاں سے گزرتے ہوئے ہم
راستہ بھول گئے تھے اور تلاش میں ایک گھنٹہ ضائع
ہو گیا تھا۔ شکر ہے کہ اس دفعہ راستہ نہیں بھولے۔
راستے میں ہمیں گوجر ملے جو اپنے مویشی اور
بھیڑ بکریاں بالائی علاقوں کو لے جا رہے تھے۔ دو تین
گلیشیئر (Glaciers) بھی ملے۔ چونکہ برف سے
ہمارا یہ پہلا تعارف تھا اس لئے خوب تپاک سے ملے
اندر سے کرید کر صاف برف نکالی اور گرہ لگا کر کھائی
گولے بنائے اور مصنوعی جنگ بھی کی۔

جبہ گلی (۱۰۵۰۰ فٹ) کے لئے بھی مزید
چڑھنا پڑا۔ ایک جگہ راستہ بہت دشوار گزار ہو گیا۔
یقین نہیں آتا تھا کہ یہ راستہ انسانوں کے گزرنے کے لئے
کافی ہے۔ شرم تو بھی تب آئی جب بکریاں بھاگ
بھاگ کر وہاں سے گزرنے لگیں۔ دعائیں کرتے جھجکتے
سنبھلتے گزر گئے۔

تازیانۂ عبرت

جبہ گلی نظر آئی تو مجھے وہ سزا یاد آ گئی جو محترم
چوہدری صاحب نے پہلے سفر کے دوران ٹیم کے شریر اراکین
کو دی تھی۔ ہوا یوں کہ شراں سے کاغان کے سفر میں ہم
بار بار تیز چلتے ہوئے "قافلے" سے آگے نکل جاتے تھے
چوہدری صاحب ہمیں منع فرماتے مگر مسابقت کی روح
اس وقت اطاعت کے جذبہ پر غالب آ رہی تھی۔ چوہدری
صاحب نے بار بار تنبیہ کی مگر اس کا کچھ اثر نہ ہوا۔ آخر
جب جبہ گلی کے قریب پہنچے تو انہوں نے سب کو اکٹھا
کر کے دوڑ کے ایک انعامی مقابلے کا اعلان کیا کہ جو گلی میں

Digitized By Khilafat Library Rabwah

نظر آنے والے سفید پتھر تک سب سے پہلے پہنچے گا۔ اسے انعام ملے گا۔ ہمیں خیال تک نہ آیا کہ یہ انعامی مقابلہ نہیں بلکہ ایک سوچے ہوئے ہائیک کا تازیانہ ہے۔ غیرت سے ہم دوڑ پڑے۔ ایک ایک کر کے ساتھی رکتے گئے۔ آخر میں ہم تین رہ گئے خلیل احمد صاحب اور میں۔ گرمی، پیاس اور شدید تھکاوٹ کے باعث اب ہم دوڑ نہیں سکتے بلکہ چل رہے تھے۔ جب گلی میں نظر آنے والا سفید پتھر چند گز دور رہ گیا تو میں نے دو بڑے پتھروں کے درمیان تنگ راستہ دیکھا اور سمجھ گیا کہ جو اس راستے میں پہلے داخل ہو گیا وہ جیت گیا۔ آخری زور لگایا۔ لیکن بازو خلیل صاحب کے سامنے تان کر تنگ راستے میں پہلے داخل ہو گیا۔ سفید پتھر کو چھوا اور گر گیا۔ دل اس زور سے دھک دھک کر رہا تھا گویا سینہ پھٹ جائے گا۔ جسم کا رواں رواں کانپ رہا تھا۔ اس سے زیادہ میں کبھی نہیں تھکا تھا۔ باقی سفر میں نے سب سے آخر میں رہ کر سخت کوفت اور بیزاری سے طے کیا۔ چوہدری صاحب کے احکام کی تعمیل میں میری طرف سے یہ آخری کوتاہی تھی۔

گلی میں پہنچ کر ہم نے کچھ دیر آرام کیا۔ گلی کے دونوں جانب بے حد خوبصورت منظر تھا۔ پیچھے دائیں طرف موسیٰؑ کا مصلے کی چوٹی کھڑی تھی۔ بائیں طرف نیچے کہیں کہیں کنہار بل کھاتا نظر آتا تھا۔ اور برف پوش گھاٹیوں کی خوبصورت ڈھلوانیں تھیں جن کے پیچھے ماکڑا کی چوٹی سر نکالے ہوئے تھی۔ سامنے شمال میں دائیں طرف بابوسر کی بہت سی برف پوش چوٹیاں نظر آ رہی تھیں۔ بائیں طرف چند خوبصورت صاف ڈھلوانیں تھیں۔ جہاں جنگل نہیں تھا۔ وہاں سبزے سے ڈھکے ہوئے وسیع و عریض میدان نظر آ رہے تھے۔ ایک میدان کا مخملی سبزہ کچھ اس قدر بھایا کہ بے اختیار وہاں پہنچنے کی خواہش دل میں چٹکیاں بھرنے لگی۔ مگر ہمارا راستہ ادھر سے نہیں گزرتا تھا۔ ایک اور خواہش ان گنت خواہشوں کے مزار پر ڈھیر ہو گئی اور ہم نے دل ناداں کو یہ کہہ کر تسلی دی کہ

"ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے"

جب گلی پر سورج کی طرح ہمارا آدھا سفر ختم ہو چکا تھا۔ اور چڑھائی مکمل طور پہ۔ اب اترائی تھی جو کم تکلیف دہ نہ تھی۔ بے ساختہ وہ مثال یاد آ گئی۔ کہ کسی نے اونٹ سے پوچھا تھا۔ "چڑھائی مشکل ہے یا اترائی"۔ اونٹ فارسی جانتا تھا۔ بولا۔ "بر ہر دو لعنت!" (باقی آئندہ)

—✼—

الفضل ربوہ
روزنامہ

ہمارا، آپ کا اور سب کا اخبار

اس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات سے اقتباسات، حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ کے پر روح پرور خطبات، علمائے سلسلہ کے اہم مضامین، بیرونی ملکوں میں جماعت کی مساعی کی تفاصیل اور اہم ملکی و عالمی خبریں شائع ہوتی ہیں آپ خود بھی یہ اخبار پڑھیں اور دوسروں کو بھی مطالعہ کیلئے دیں

الفضل کی توسیع اشاعت آپ کا اخلاقی فرض ہے

(مینیجر الفضل ربوہ)

Digitized By Khilafat Library Rabwah

سائنس کی دنیا

زندگی کیا ہے؟

جناب وسیم احمد طاہر ڈوگری

زندگی سے متعلق بہت کچھ تحقیق کے باوجود آج تک کوئی سائنسدان نہ تو یہ معلوم کرنے میں کامیاب ہوا ہے کہ زندگی کی ابتداء کیسے اور کہاں سے ہوئی اور نہ زندگی کی مکمل تعریف ہی کر سکا ہے۔ اس سوال کو کہ زندگی کیا ہے؟ اور اس کا آغاز کیسے ہوا؟ پس پشت ڈالتے ہوئے اگر ہم ذرا آگے آئیں تو معلوم ہوگا کہ پہلے پہل زندگی کے بارے میں سائنسدان کئی نظریات رکھتے تھے۔ (۱) کچھ کا کہنا تھا کہ زندگی سے زندگی پیدا ہوتی ہے اور ایک قسم کے جانداروں سے اسی قسم کے جاندار پیدا ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر گائے سے اسی نسل کے بچے ہوں گے۔ (۲) اس کے برعکس کچھ کا خیال تھا کہ ایک قسم کے جانداروں سے دوسری قسم کے جاندار پیدا ہوتے ہیں۔ (۳) تیسرا نظریہ یہ تھا کہ زندگی گلے سڑے جانوروں، درختوں یا کیچڑ وغیرہ میں سے خود بخود نمودار ہو جاتی ہے۔

ان تین مختلف نظریات میں سے دوسرے نظریہ کو کوئی خاص اہمیت نہیں دی گئی۔ لہذا یہ نظریہ رد کر دیا گیا۔ باقی دو مختلف نظریات رکھنے والے سائنسدانوں کے دو گروپ بن گئے۔ اس نظریہ کو کہ زندگی صرف زندگی سے ہی حاصل ہو سکتی ہے بائیو جینیسس (Bio-genesis) کا نام دیا گیا۔ جبکہ دوسرا نظریہ ابائیو جینیسس (A Biogenesis) کے نام سے موسوم کیا گیا۔

نظریہ ابائیو جینیسس پرانا نظریہ ہے۔ مشہور فلسفی اور سائنسدان ارسطو (384-322 B.C) اسی نظریہ کا قائل تھا۔ وہ اپنی کتاب Historia Animalium میں لکھتا ہے:-

"بہت سی مچھلیاں انڈوں ہی سے پیدا ہوتی ہیں لیکن چند قسم کی مچھلیاں کیچڑ اور ریت وغیرہ میں سے خود بخود پیدا ہو جاتی ہیں۔"

مثال دیتے ہوئے ارسطو لکھتا ہے:-

"Cnidos کے قریب ایک تالاب خالی کروایا گیا۔ کچھ عرصہ کے بعد تالاب بارش کے پانی سے بھر گیا۔ دیکھا گیا کہ تالاب

Digitized By Khilafat Library Rabwah

میں بہت سی چھوٹی چھوٹی مچھلیاں پیدا
ہو گئیں۔ اس حقیقت سے یہ بات واضح
ہے کہ مچھلیاں بے جان چیزوں سے
خود بخود پیدا ہو جاتی ہیں۔"

ارسطو سے تقریباً دو ہزار سال بعد ۱۹۵۲ء میں
ایک سائنسدان Jean-Baptiste van
Helmont کی ایک کتاب شائع ہوئی جس میں
اس نے لکھا کہ اگر ایک گندے کپڑے کے ساتھ گندم کے
دانے کسی برتن میں رکھ دیئے جائیں تو اس میں چوہے پیدا
ہو جاتے ہیں۔ اس کے بعد دوسرے سائنسدانوں
نے بھی تصدیق کی اور اپنے نظریہ A Biogenesis
کو تقویت پہنچانے کے لئے اپنے دوسرے مشاہدات بھی
پیش کئے۔ جن میں سے اہم مشاہدہ گوشت کے دیر تک
پڑے رہنے اور گلنے سڑنے سے متعلق تھا۔ اس زمانہ میں
فریج تو تھے نہیں گوشت کھلی ہوا میں پڑا رہتا تھا اور
مکھیاں وغیرہ گوشت پر بیٹھی رہتی تھیں۔ کچھ ہی دنوں میں
گوشت میں بہت سی مکھیاں اور دوسرے کیڑے پیدا ہو
جاتے۔ اس طرح ان کو یہ کہنے کا موقع ملتا کہ یہ کیڑے
ایک بے جان چیز یعنی گوشت ہی سے پیدا ہوئے ہیں۔

انہی باتوں کے پیش نظر سترھویں صدی کے
اٹلی کے ایک سائنسدان اور طبیب فرانسسکو ریڈی نے
(Francesco Redi) جو بائیو جینیسس
نظریہ کا حامی تھا، اپنے مختلف تجربات سے ثابت کیا
کہ زندہ چیزیں بے جان اشیاء سے پیدا نہیں ہو سکتیں
اس طرح وہ پہلا شخص تھا جس نے کسی بات کو تجربہ سے
ثابت کیا۔ سائنس کی دنیا میں یہ اصول اسی نے بنایا کہ
جب تک کسی بات کو تجربہ کے ذریعہ ثابت نہ کر دیا جائے
اس پر اعتبار نہیں کیا سکتا۔

اپنے ایک تجربہ میں ریڈی نے کھلے منہ والی چار
بوتلیں لیں۔ ایک بوتل میں سانپ کا گوشت۔ دوسری
میں مچھلی کا ٹکڑا۔ تیسری اور چوتھی میں بھی مختلف چیزیں
ڈال کر بوتلوں کو کھلا چھوڑ دیا۔ اسی قسم کی چار بوتلیں اور
لیں اور ان میں وہی چیزیں اسی مقدار میں ڈالیں پھر ان
کے منہ اچھی طرح بند کر دیئے۔ جن بوتلوں کو کھلا چھوڑ
دیا گیا تھا۔ ان میں چند ہی دنوں میں بے شمار چھوٹی چھوٹی
مخلوق پیدا ہو گئی۔ اس کے برعکس ان بوتلوں میں جن کے
منہ بند کر دیئے گئے تھے۔ کافی عرصہ گزرنے کے باوجود بھی
زندگی کے آثار پیدا نہیں ہوئے۔ اس تجربہ سے ریڈی نے
ثابت کر دیا کہ بے جان گوشت یہ طاقت نہیں رکھتا کہ
وہ کسی جاندار کو جنم دے سکے۔ بلکہ کیڑے اور مکھیوں کے
بچے وغیرہ صرف اسی صورت میں پیدا ہو سکتے ہیں کہ
مکھیاں وغیرہ گوشت پر انڈے دیں اور وہ انڈے مختلف
منزلوں سے گزرنے کے بعد مکھیوں وغیرہ میں تبدیل ہو جائیں

ریڈی کے اس تجربہ پر دوسرے گروپ والوں
نے اعتراض کیا کہ ریڈی نے بوتلوں کو اس مضبوطی سے
بند کر دیا تھا کہ ہوا ان میں داخل نہ ہو سکی اور ہوا (آکسیجن)
کے بغیر زندگی ناممکن ہے۔ چنانچہ دوسرے تجربہ میں ریڈی
نے بوتلوں کو بالکل باریک جالی سے بند کیا جس میں سے ہوا
تو گزر سکتی تھی مگر کوئی مکھی وغیرہ اندر نہیں جا سکتی تھی مزید
احتیاط کے لئے ریڈی نے بوتلوں کو ایک فریم میں رکھ دیا۔

(باقی صفحہ ۴۷ پر)

حاصلِ مطالعہ ـــــــ واذا الصحف نشرت

Digitized By Khilafat Library Rabwah

دورِ جدید کا ایک عظیم کتب خانہ

جناب بشیر احمد خان ایم اے

آیئے آج آپ کو امریکہ کی مشہورِ عالم "کانگریس لائبریری" سے تعارف کروائیں۔ سب سے پہلے کمرہ مطالعہ کو لیجئے! اگر آپ کتب خانے کے بڑے ریڈنگ روم میں بیٹھے ہوں تو آپ کو چاروں طرف ایسے زندۂ جاوید افراد کے بُت نظر آئیں گے جن کے دور کو ان کے نام سے ایک عظمت حاصل ہے، ایک طرف نیوٹن کھڑا ہے تو دوسری جانب حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قدِ آدم مجسمہ سا دھر کو دیکھیں ہے تو عقب میں شیکسپیر محوِ استغراق۔ جبکہ ایک ستون کے پاس سقراطِ اعظم گویا زبانِ حال سے یہ کہہ رہے ہیں:۔

"ان دیواروں کے درمیان تہذیب
انسانی کا نچوڑ الماریوں میں پڑا آپ
کا منتظر ہے۔ آؤ اور تحقیق کے دفتر
کھولو ورنہ زندگی عبث ہے۔"

ایک اندازہ کے مطابق ہر سال تقریباً ۱۵ لاکھ افراد اس عظیم کتب خانہ میں آتے ہیں۔ یہ کتب خانہ دو عمارتوں پر مشتمل ہے۔ تیسری عمارت زیرِ تعمیر ہے جو واشنگٹن "کیپیٹل ہل" میں واقع ہیں۔ یہ قصرِ عالیشان امریکہ کے ایوان کانگریس۔ سینیٹ۔ عدلیہ اور ایوانِ حکومت سے گھرا ہوا ہے ایوانِ حکومت سے یہاں تک ایک ۱۰۰ انٹ لمبی خودکار ٹیوب ہے جس پر بوقتِ ضرورت مطلوبہ کتب ایوانِ حکومت کانگریس اور سینیٹ کی جانب رواں دواں رہتی ہیں موجودہ دنیا کے معدودے چند کتب خانوں میں اس کتب خانہ کو ایک نمایاں اور امتیازی حیثیت حاصل ہے جس کا کچھ اندازہ مطبوعات وغیرہ کی تفصیل ذیل سے ہو سکتا ہے۔

(۱) قلمی نسخے : تین کروڑ دس لاکھ

(۲) تصاویر : ۸۰ لاکھ

(۳) نقشے : ۳۰ لاکھ

(۴) موسیقی نما اور موسیقی سے متعلق : ۴۰ لاکھ

(۵) کتب : ایک کروڑ ستر لاکھ

اگر کتابوں کی الماریاں ایک سیدھ میں لگائی جائیں تو ۳۲۶ میل لمبی قطار بن جائے گی۔ ۱۹۵۰ء کے بعد موجودہ دو عمارتوں میں ان کتب کے لئے گنجائش نہیں رہی اور کتابوں کے انبار لگ گئے ہیں۔ یہ کتب سائنس کی

Digitized By Khilafat Library Rabwah

زیر تعمیر جیفرسن میڈیسن میموریل لائبریری میں رکھی جائیں گی جو ۱۹۷۹ء میں مکمل ہو جائے گی۔

اب کتب خانے کے نوادرات کی طرف آیئے۔ گوٹن برگ کی مطبوعہ بائیبل ۱۴۵۵ء۔ اس کی کتاب "پیدائش" چھاپہ خانہ کے آغاز میں طبع ہوئی۔ دوسرے امریکہ کے صدر تھامس جیفرسن کا وہ مسودہ ہے جو امریکہ کے "اعلان آزادی" سے متعلق ہے۔ مصنف نے اس کتب خانہ کو پروان چڑھانے میں اہم کردار ادا کیا تھا۔ برطانوی پیشقدمی کے دوران یہ کتب خانہ جو کیپیٹل ہل پر تھا تباہ و برباد کر دیا گیا تو جیفرسن نے اپنے ذاتی کتب خانہ کی ۶۴۸۷ کتب دے کر اسے حیات نو بخشی۔

بلا مبالغہ امریکہ کی ہر شہرہ آفاق ہستی کی کوئی نہ کوئی یادگار خواہ مضمون یا تصنیف کی صورت میں کتب خانہ کے حصہ دستاویزات میں محفوظ ہے۔ اس کی الماریوں میں ۲۳ سربراہوں کی ذاتی دستاویزات ہیں جس میں جارج واشنگٹن کے پہلے تاریخی خطاب سے لے کر تاریخ کے سال دوم کی اس تحریر تک کہ میں ۱۹۲۸ء کے صدارتی انتخاب میں کھڑا نہ ہوں گا" شامل ہیں۔ علاوہ ازیں یہاں لنکن کے خطوط بھی موجود ہیں۔

نایاب کتب کے سیکشن میں آیئے یہ نسخے بڑی احتیاط اور حفاظت سے رکھے گئے ہیں اس کی وجہ حرارت کو ۶۸ درجہ اور نمی کو ۵۰ فیصد سے آگے بڑھنے نہیں دیا جاتا۔

یقیناً کوئی اس عظیم کتب خانے کے منتظم اعلیٰ [illegible] ہیں۔ یہاں [illegible] ۱۴۵۰ء [illegible] کا ایک نسخہ ہے جو فلورنس سے جاری کیا گیا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ اس وقت کاغذ کپڑے اور گودڑ سے تیار کر کے پہاڑ کے تازہ الکلی خالص پانی سے دھویا جاتا تھا جبکہ آج کل کاغذ لکڑی سے بنایا جاتا ہے جس میں تیزابی عنصر کا استعمال زیادہ ہوتا ہے اسی لیے جلد ضائع ہو جاتا ہے۔ کتب خانہ کی ہزارہا کتب جو کاغذ کے تیزابی عنصر کی وجہ سے بوسیدہ ہونے لگی ہیں ان پر تیزابی عنصر کم کرنے کا عمل کیا جاتا ہے اور اگر کسی کتاب پر یہ عمل ممکن نہ ہو تو پھر اسے مائیکرو فلم کے ذریعہ نقل کر لیا جاتا ہے۔ کتب، مخطوطات، نقشے اور تصاویر اتارنے کے لئے الگ عملہ موجود ہے۔

کتب خانہ میں ایوان کانگرس اور ایوان سینیٹ سے وقتاً فوقتاً مختلف قسم کے مطالبات موصول ہوتے

نئی اور پرانی موٹروں کی خرید و فروخت کا مرکز
لطیف
موٹرز
۴۲۔ میکلوڈ روڈ ○ لاہور
جہاں آپ اطمینان اور پوری تسلی کے ساتھ اپنی کار فروخت کر سکتے ہیں اور ضرورت کے مطابق نئی اور پرانی کار خرید سکتے ہیں۔
ٹیلیفون
۵۵۹۴۲

Digitized By Khilafat Library Rabwah

فاستبقوا الخیرات ——— وقار عمل ہے وقار جماعت

جن مجالس سے دوسرے مثالی وقار عمل کی رپورٹیں بروقت موصول ہوئی ہیں اور حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت میں بغرض دعا پیش کی گئی ہیں ان کے کام کی مختصر رپورٹیں ہدیہ قارئین ہے۔

رپورٹ مثالی وقار عمل مورخہ ۲۳ ہجرت ۱۳۵۵ ہش

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب تک ۳۶ مجالس کی مثالی وقار عمل کی رپورٹیں مل چکی ہیں اور ابھی یہ سلسلہ جاری ہے۔ یہ اس سال کا دوسرا مثالی وقار عمل تھا اور پہلے مثالی وقار عمل کے مقابلہ میں رپورٹس کی رفتار بہت اچھی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مجالس میں کافی بیداری پیدا ہو چکی ہے۔ چند مجالس کی رپورٹس کا خلاصہ درج ذیل ہے:۔

ضلع لائلپور:

- مجلس گوجرہ: سمندری روڈ پر گندگی کا ایک ڈھیر خدام نے تین گھنٹے کام کر کے گڑھے کھود کر دبا دیا۔ عوام پر اس نافع انسانی کام کا بڑا اثر ہوا۔
- ۸۸ ج ب: ۱۰ خدام نے مل کر مسجد کی صفائی کی۔
- ۵۹۶ گ ب: ایک خادم، ایک انصار، دو اطفال نے مل کر مسجد کی صفائی کی۔
- ۹۶ گ ب: ۱۳ خدام - ۲۰ اطفال - ۱۵ انصار نے تین گھنٹوں تک ۶ چھکڑوں، ٹوکریوں اور کسیوں کی مدد سے مسجد کے اندر اور باہر گلی میں مٹی ڈالی۔
- ۲۱۹ ر ب: ۸ خدام ۱۰ اطفال نے مل کر ۱۳ فٹ لمبا اور ۳ فٹ گہرا گڑھا مٹی ڈال کر پُر کیا۔
- ۲۷۸ گ ب: ۶ خدام اور ۳ اطفال نے مل کر مسجد کے قریب مہمانوں کے لئے ۲۰×۱۵ کا چھپر ۴ گھنٹے کام کر کے بنایا۔
- ۸۲ ج ب: ۶ خدام نے مل کر مسجد کی صفائی کی۔ ٹوٹیاں اور غسلخانے صاف کئے۔
- ۵۶۵ گ ب: ۲۵ خدام نے مل کر ایک گھنٹہ کام کر کے مسجد کے ارد گرد گلی کی صفائی کی۔ کوڑا کرکٹ اٹھوایا۔
- ۷۸ جنوبی: تمام خدام نے مل کر ایک گھنٹہ تک مسجد اور غسلخانے کی صفائی کی۔

ضلع کراچی:

- مجلس عزیز آباد: گزشتہ وقار عمل میں ایک راستے میں سیمنٹ کے پائپ ڈال کر راستہ بنایا گیا تھا۔ اب ۲۶ خدام اور ۲۹ اطفال مسلسل پانچ گھنٹے کام کر کے اس راستہ کو مزید چوڑا کیا۔
- سوسائٹی کراچی: احمدیہ ہال کی صفائی کی گئی۔ پانی کی

Digitized By Khilafat Library Rabwah

ٹینکیاں VIM سے صاف کی گئیں ۲½ گھنٹے کام کیا گیا۔

• **ناظم آباد کراچی:** ۱۶۰ خدام نے مسجد احمدیہ اورنگی ۱۰/۱۲ کے کمروں کی بنیادوں کی کھدائی اور بھرائی میں حصہ لیا۔ ایک دیوار گرا کر اسے کسی احتیاط سے تہ سر سے پکی پہنچائے گئے تختے پلٹ میں ۱۲۰۰ فٹ مٹی ڈالی گئی

• **ملیر کینٹ:** دو جگہ حلقے بنا کر کام کیا گیا (۱) سعود آباد کھوکھرا پار میں ۱۳ خدام ۔ ۴ اطفال اور ۲ انصار نے ۲½ گھنٹے تک کام کیا ۲۰۰ مربع فٹ سڑک پر مٹی ڈال کر گڑھے پر کئے گئے ۔ (۲) ماڈل کالونی ملیر کینٹ ۱۴ خدام ۵ اطفال نے ایک غیر احمدی کے مکان کی تعمیر میں مدد کی ۔ زنگ کا گارا بنایا۔

• **مارٹن روڈ:** ۲۰ خدام نے ۳ گھنٹے تک مسجد احمدیہ کی صفائی کی ۔ پانی کی ٹنکی ۔ پاخانہ ۔ غسلخانہ ۔ وضو کرنے کی جگہ صاف کی۔

ضلع سیالکوٹ:

• **ڈسکہ:** ۵۰ فیصد خدام نے ۶½ گھنٹے کام کر کے دونوں مساجد کی صفائی کی۔

• **ڈنڈا پور کھرولیاں:** خدام نے ۴ گھنٹے کام کر کے مسجد کی صفائی دھلائی کے بعد رنگ و روغن کیا ۔ صحن سے جڑی بوٹیاں کاٹ گئیں۔

• **سابو والا:** مسجد کی صفائی اور لائبریری کی کتب کی صفائی کر کے ترتیب سے رکھا گیا۔

ضلع راولپنڈی:

• **چاہ کینٹ ٹیکسلا ۔ راولپنڈی:** تینوں مجالس کے ۱۲۲ خدام نے مل کر واہ کینٹ کی مسجد کی چھت پر ایک ٹرک روڑی و بجری کا چڑھایا اور بجری مکسنگ کی ۔ ۲½ گھنٹے کام کر کے مسجد کی تعمیر میں حصہ لیا۔

گوجرانوالہ:

• ۴ خدام ۔ ۱۰ اطفال نے مل کر ۲½ گھنٹے تک ۲۰۰ فٹ لمبی اور ۱۲ فٹ چوڑی سڑک درست کی ۔

• **چک چٹھہ:** ۸ خدام ۸ اطفال اور ۷ انصار نے ۲½ گھنٹے کام کیا ۔ گندے پانی کی نالیاں درست کی گئیں ۴۰ فٹ لمبی پختہ نالی تعمیر کی سڑک کے اندر پانی کے کراسنگ بنائے گئے

چوھڑ کانہ (شیخوپورہ):

• خدام نے ۶ گھنٹے کام کر کے مسجد کی صفائی کی مسجد سے باہر ایک خوشنما پلاٹ بنایا گیا اور پلاٹ تک کچے پختہ نالی تعمیر کی ۔

گجرات:

• **کھاریاں ۔ سرائے عالمگیر ۔ تمال:** تینوں مجالس نے ۲ گھنٹے کام کر کے مہمان خانہ اور مسجد کی صفائی کی۔

سرگودھا:

• **چک بنیاد:** ۲۱ خدام اور ۲۲ اطفال نے مل کر مسجد کے قریب ایک تالاب میں مٹی ڈال کر مسجد کی دیواروں کو محفوظ کیا۔

پشاور:

• ۷۵ خدام اور ۲۰ اطفال نے ۶ گھنٹے کام کر کے لائبریری ۔ مسجد اور ملحقہ میدان کی صفائی کی ۔ ۱۴۰۰ مکعب فٹ مٹی کی کھدائی اور ۱۰۰۰ اینٹیں نصب کی گئیں۔

ہزارہ:

• **داتہ:** ۱۷ خدام نے مل کر ۵۰ فٹ لمبی ڈھلوان گلی میں چٹانوں کو کاٹ کر نالی بنائی گئی ۔ بڑے پتھر رکھو دیے گئے ہیں

Digitized By Khilafat Library Rabwah

چلنے کا راستہ بنایا۔ ۲۰ چوڑے بہتر تین فرلانگ کے فاصلہ تک لگائے گئے

حیدرآباد:

• ۴۰ خدام نے مل کر ۲۰۰ فٹ سے زائد جگہ پر جھاڑیاں کاٹیں اور راستہ بنایا۔

میرپورخاص: ۷۰ فیصد خدام نے ۲½ گھنٹے تک مسجد کی صفائی کی۔

خیرپور:

• کوٹ ڈیجی: مسجد کی بیرونی دیواروں کی اینٹیں لگائی گئیں مسجد سے باہر بازار کی طرف ایک چبوترہ بنایا گیا۔

ڈیرہ اسماعیل خان: ۵ خدام نے مل کر ۴½ گھنٹے تک مسجد کی صفائی کر کے دروازے کھڑکیاں روغن کیں۔

لاڑکانہ:

• انور آباد: تمام خدام نے ایک احمدی کے باغ کی خستہ حالت درست کی

جھنگ:

• شورکوٹ: ۹ خدام ۶ اطفال نے ۴ گھنٹے تک محمد احمدی احباب کے سبزی کے پلاٹ بنانے میں مدد دی

• علاوہ ازیں جن مجالس کی رپورٹیں موصول ہوئیں وہ یہ ہیں:- کنری (سندھ) ساہیوال۔ صدر کراچی۔ الہ دتی کوٹ رنگی لیہ۔ راجن پور۔ سرگودھا چھاؤنی۔ ۱۹ گ ب انگوٹھا والا۔ ربوہ کے محلہ جات۔

نوٹ: تیسرا سالانہ وقار عمل انشاء اللہ العزیز یکم اگست کو ہوگا۔ اور ۱۰ اگست تک موصول ہونے والی رپورٹیں حضور ایدہ اللہ کی خدمت میں قبولیت دعا پیش کی جائیں گی۔ مجالس کوشش فرمائیں کہ وقار عمل مثالی ہو اور جگہ کا انتخاب کرتے ہوئے عوام الناس کے فائدہ کو مدنظر رکھا جائے۔

والسلام خاکسار

(منور احمد خالد۔ مہتمم وقار عمل مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

ہر قسم کی عمارتی لکڑی کے لئے
معروف ادارہ
گلوب ٹمبر کارپوریشن
۲۶ نیو ٹمبر مارکیٹ، راوی روڈ۔ لاہور
پر تشریف لائیے
فون نمبر: ۶۰۲۲۰

ہر قسم کی کاروں اور جیپوں کی کمانیوں اور بیوڈل کے لئے
نیز کاروں اور جیپوں کے سائلنسر، گیس اور ایگزاسٹ پائپ کے لئے ہماری خدمات سے فائدہ اٹھائیں
میاں بھائی آٹو سٹور
۱۰ منٹگمری روڈ لاہور
فون نمبر ۳۱۱۴۶۲

Digitized By Khilafat Library Rabwah

MONTHLY **KHALID** RABWAH

WAFA 1355 H.S. —— —— JULY 1976 —— —— Regd No. L 5830

احمدی بھائیوں کی اپنی دکان

نیو پاک جیولرز

۱۲ - ذیلدار روڈ - اچھرہ - لاہور

فون ۴۱۰۹۷۴

ہر قسم کے خالص سونے و چاندی کے
مضبوط و پائیدار زیورات بنانے کا

واحد مرکز

کی

دیدہ زیب انگوٹھیاں اور سندھی و فیشنی کوکے
ہر وقت دستیاب ہیں

—— پروپرائیٹر ——

میاں عظیم قادر اینڈ سنز

Title Printed at the Nusrat Art Press, Rabwah.